بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سورۃ العنکبوت

آزمائش، توحید اور اللہ پر توکل کا پیغام

قرآن، صحیح احادیث اور مستند تفاسیر کی روشنی میں ایک تدبری مطالعہ

تالیف

سائرہ یوسف کھٹانہ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

انتساب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ کاوش سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام، جس نے قرآنِ مجید کو انسانیت کے لیے ہدایت، رحمت اور نور بنایا۔

یہ تحریر ان تمام طالباتِ قرآن، ماؤں، بہنوں اور خواتین کے نام جو قرآنِ مجید کو صرف پڑھنا نہیں بلکہ سمجھنا، اس پر غور و فکر کرنا اور اپنی زندگی میں نافذ کرنا چاہتی ہیں۔

یہ تحریر ان دلوں کے نام جو آزمائشوں کے درمیان اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہتے ہیں، جو دنیا کے کمزور سہاروں سے نکل کر ربِّ کائنات پر مکمل بھروسہ کرنا سیکھنا چاہتے ہیں، اور جو سورۃ العنکبوت کے پیغام کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہتے ہیں۔

اے اللہ! اس معمولی کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما، اس میں اخلاص عطا فرما، اور اسے میرے لیے، میرے والدین کے لیے اور ہر اس شخص کے لیے صدقۂ جاریہ بنا جو اس سے فائدہ حاصل کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے قرآنِ مجید کے مطالعے، تدبر اور اس کے پیغام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

میں اپنے رب کی شکر گزار ہوں کہ اس نے سورۃ العنکبوت کے عظیم مضامین پر غور و فکر کرنے اور انہیں قلم بند کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ اگر اس تحریر میں کوئی خیر، حکمت یا فائدہ موجود ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے، اور اگر کوئی کمی، کوتاہی یا غلطی ہے تو وہ میری اپنی کمزوری اور ناتوانی کا نتیجہ ہے۔

میں اپنے والدین کی شکر گزار ہوں جنہوں نے علم، اخلاق اور دین کی محبت میرے دل میں پیدا کی۔ ان کی دعاؤں، قربانیوں اور تربیت کے بغیر یہ سفر ممکن نہ تھا۔

میں ان تمام اساتذہ، علماء اور مفسرین کی بھی ممنون ہوں جن کی علمی خدمات نے قرآنِ مجید کو سمجھنے میں میری رہنمائی کی۔ اس تحریر کی تیاری میں بالخصوص قرآنِ مجید، صحیح احادیث اور مستند تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے تاکہ قاری تک اللہ کے کلام کا پیغام حتی الامکان صحیح اور غیر جانبدارانداز میں پہنچایا جا سکے۔

اللہ تعالیٰ تمام اہلِ علم کی خدمات کو قبول فرمائے اور ہمیں اخلاص، علمِ نافع اور عملِ صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قرآنِ مجید محض تلاوت کی کتاب نہیں بلکہ زندگی گزارنے کا مکمل دستور ہے۔ بدقسمتی سے ہم میں سے بہت سے لوگ قرآن کو پڑھتے تو ہیں، مگر اس کے پیغام پر گہرائی سے غور نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کی بے شمار آیات ہماری زبانوں پر تو جاری ہوتی ہیں لیکن ان کا اثر ہمارے کردار، فیصلوں اور زندگی کے رویوں میں پوری طرح ظاہر نہیں ہو پاتا۔

سورۃ العنکبوت قرآنِ مجید کی ان عظیم سورتوں میں سے ہے جو ایمان، آزمائش، صبر، توکل اور اللہ سے تعلق کے بنیادی اصولوں کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کرتی ہے۔ اس سورت کا آغاز ہی ایک ایسے سوال سے ہوتا ہے جو ہر دور کے مومن کے لیے نہایت اہم ہے: کیا صرف ایمان کا دعویٰ کافی ہے یا ایمان کو آزمائشوں کی بھٹی سے بھی گزرنا پڑتا ہے؟

اس تحریر کو لکھنے کا مقصد سورۃ العنکبوت کی آیات کو عام قاری کے لیے آسان، قابلِ فہم اور عملی انداز میں پیش کرنا ہے۔ اس مطالعے میں حتی الامکان قرآنِ مجید، صحیح احادیث اور مستند تفاسیر کی روشنی میں سورت کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تحریر میں کسی مسلکی یا فرقہ وارانہ بحث کو موضوع بنانے کے بجائے سورت کے اصل پیغام، اخلاقی تعلیمات اور عملی رہنمائی پر توجہ دی گئی ہے۔

میری دعا ہے کہ یہ تحریر قارئین کو سورۃ العنکبوت کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرنے میں مدد دے، ان کے ایمان کو مضبوط کرے، اور انہیں زندگی کی آزمائشوں کا سامنا اللہ پر بھروسے اور صبر کے ساتھ کرنے کی توفیق دے۔

واللہ الموفق۔

سائرہ یوسف کھٹانہ

فہرستِ مضامین

انتساب

حصہ اول ـــــ سورۃ العنکبوت کا تعارف

باب 1 ـــــ سورۃ العنکبوت کا اجمالی تعارف ـــــ تمہید

حصہ دوم ـــــ ایمان اور آزمائش

باب 2 ـــــ رکوع اول (آیات 1-13) ـــــ ایمان کا دعویٰ اور آزمائش کی حقیقت

حصہ سوم ـــــ دعوتِ توحید اور انبیائے کرامؑ کی استقامت

باب 3 ـــــ رکوع دوم (آیات 14-27) ـــــ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی دعوتِ توحید

حصہ چہارم ـــــ قوموں کے عروج و زوال کے اسباب

باب 4 ـــــ رکوع سوم (آیات 28-44) ـــــ قومِ لوط، حضرت شعیبؑ اور سرکش اقوام

حصہ پنجم ـــــ عنکبوت کے جالے کی مثال

باب 5 ـــــ رکوع چہارم (آیات 41-44) ـــــ کمزور سہارے اور مضبوط ایمان

حصہ ششم ـــــ قرآن، نماز اور آخرت

باب 6 ـــــ رکوع پنجم (آیات 45-55) ـــــ قرآن کی ہدایت، نماز کی حقیقت اور آخرت کا شعور

حصہ ہفتم ـــــ ہجرت، رزق اور توکل

باب 7—رکوع ششم (آیات 56-63)—ایمان، ہجرت، رزق اور اللہ پر بھروسہ

حصہ ہشتم—دنیا کی حقیقت اور کامیابی کا راستہ

باب 8—رکوع ہفتم (آیات 64-69)—دنیا کی حقیقت، فریبِ حیات اور نجات کا راستہ

حصہ نہم—اختتامیہ، خلاصہ اور عملی پیغام

باب 9—سورۃ العنکبوت کا جامع خلاصہ اور زندگی بدل دینے والا پیغام—تمہید

ضمائم

ضمیمہ الف—سورۃ العنکبوت میں مذکور انبیائے کرامؑ

ضمیمہ ب—سورۃ العنکبوت میں مذکور اقوام

ضمیمہ ج—سورۃ العنکبوت کے اہم عربی الفاظ اور ان کے معانی

ضمیمہ د—سورۃ العنکبوت سے حاصل ہونے والے 50 عملی اسباق

ضمیمہ ہ—30 روزہ تدبرِ سورۃ العنکبوت جرنل

ضمیمہ و—منتخب صحیح احادیث

ضمیمہ ز—استعمال شدہ مصادر و مراجع

حصہ اول

سورۃ العنکبوت کا تعارف

باب 1

سورۃ العنکبوت کا اجمالی تعارف — تمہید

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اور انسانیت کے لیے مکمل ہدایت ہے۔ اس کی ہر سورت اپنے اندر ایک منفرد پیغام، مخصوص حکمت اور زندگی کے لیے رہنمائی کا خزانہ رکھتی ہے۔ سورۃ العنکبوت بھی قرآنِ مجید کی ان عظیم سورتوں میں سے ہے جو مومن کی زندگی کے ایک نہایت اہم پہلو، یعنی آزمائش اور استقامت، کو موضوع بناتی ہے۔

انسان کی فطرت ہے کہ وہ آسانی، سکون اور کامیابی کا خواہش مند ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے دنیا کو امتحان کی جگہ بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ العنکبوت کا آغاز ایک ایسے سوال سے ہوتا ہے جو ہر دور کے مومن کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے:

"کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں صرف یہ کہنے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ ہم ایمان لائے ہیں اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی؟"

یہ سورت ہمیں بتاتی ہے کہ ایمان محض زبان سے اقرار کا نام نہیں بلکہ ایک ایسا عہد ہے جسے صبر، قربانی، استقامت اور اللہ پر بھروسے کے ذریعے ثابت کرنا پڑتا ہے۔

1.1 سورت کا نام اور وجہِ تسمیہ

اس سورت کا نام "العنکبوت" ہے، جس کا معنی "مکڑی" ہے۔

یہ نام سورت کی اکتالیسویں آیت میں بیان ہونے والی ایک نہایت بلیغ مثال کی وجہ سے رکھا گیا ہے:

"جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں، ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا، اور بے شک گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے، کاش وہ جانتے۔"

اس مثال میں اللہ تعالیٰ نے شرک، باطل سہاروں اور غیر اللہ پر اعتماد کی کمزوری کو نہایت مؤثر انداز میں واضح فرمایا ہے۔ جس طرح مکڑی کا جالا بظاہر ایک گھر نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں نہایت کمزور ہوتا ہے، اسی طرح اللہ کے سوا ہر سہارا، ہر طاقت اور ہر بھروسہ حقیقت میں کمزور اور عارضی ہے۔

یہ مثال سورۃ العنکبوت کے مرکزی موضوعات میں سے ایک ہے اور پوری سورت کے پیغام کو سمجھنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

1.2 نزول کا زمانہ اور پس منظر

سورۃ العنکبوت ایک مکی سورت ہے اور جمہور مفسرین کے نزدیک ہجرتِ مدینہ سے کچھ عرصہ پہلے نازل ہوئی۔

یہ وہ دور تھا جب مکہ مکرمہ میں مسلمان شدید آزمائشوں سے گزر رہے تھے۔ کفارِ مکہ کی مخالفت روز بروز بڑھ رہی تھی۔ بہت سے مسلمان جسمانی اذیتوں، معاشی پابندیوں اور سماجی بائیکاٹ کا شکار تھے۔

کچھ نو مسلم اپنے ایمان کی وجہ سے اپنے خاندانوں اور قبائل کی ناراضی کا سامنا کر رہے تھے۔ بعض افراد کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اگر ہم حق پر ہیں تو پھر ہمیں اتنی مشکلات کیوں پیش آ رہی ہیں؟

سورۃ العنکبوت انہی سوالات کا جواب دیتی ہے۔ یہ سورت واضح کرتی ہے کہ آزمائش دراصل اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی علامت نہیں بلکہ ایمان کی سچائی کا امتحان ہے۔

اسی لیے سورت میں بار بار انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات بیان کیے گئے ہیں تاکہ اہلِ ایمان جان سکیں کہ حق کے راستے میں مشکلات کوئی نئی بات نہیں بلکہ اللہ کے تمام برگزیدہ بندوں نے ان کا سامنا کیا ہے۔

1.3 مکی سورتوں کی نمایاں خصوصیات

مکی سورتوں کے بنیادی موضوعات درج ذیل ہوتے ہیں:

توحید کی دعوت

آخرت پر ایمان

رسالت کی حقانیت

اخلاقی اصلاح

صبر اور استقامت

اللہ کی قدرت کی نشانیاں

سورۃ العنکبوت میں یہ تمام موضوعات نمایاں طور پر موجود ہیں۔

اس سورت میں عقیدۂ توحید کو مضبوط کیا گیا ہے، آخرت کی یاد دہانی کرائی گئی ہے، گزشتہ انبیاء کے واقعات بیان کیے گئے ہیں اور اہلِ ایمان کو صبر اور استقامت کی تلقین کی گئی ہے۔

مکی سورتوں کا ایک اہم مقصد دلوں کی تربیت اور ایمان کی بنیادوں کو مضبوط کرنا تھا، اور سورۃ العنکبوت اسی مقصد کو نہایت جامع انداز میں پورا کرتی ہے۔

1.4 سورۃ العنکبوت کے مرکزی موضوعات

اگر پوری سورت کا مطالعہ کیا جائے تو اس کے چند بنیادی موضوعات نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں:

1۔ ایمان اور آزمائش

سورت کا آغاز ہی اس حقیقت سے ہوتا ہے کہ ایمان کے دعوے کے بعد آزمائش لازمی ہے۔

2۔ صبر اور استقامت

حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ اور دیگر انبیاء کے واقعات اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں ثابت قدمی کامیابی کی کنجی ہے۔

3۔ توحید

سورت بار بار انسان کو اللہ کی طرف متوجہ کرتی ہے اور شرک کی کمزوری کو واضح کرتی ہے۔

4۔ گزشتہ اقوام کے واقعات

مختلف قوموں کے انجام کے ذریعے یہ بتایا گیا ہے کہ حق کو جھٹلانے کا نتیجہ ہمیشہ نقصان اور تباہی کی صورت میں نکلتا ہے۔

5۔ توکل علی اللہ

سورت کا ایک اہم پیغام یہ ہے کہ مومن کا اصل سہارا صرف اللہ تعالیٰ ہونا چاہیے۔

6۔ آخرت کی تیاری

دنیا کی عارضی حقیقت اور آخرت کی دائمی زندگی کو بار بار یاد دلایا گیا ہے۔

خلاصۂ باب

سورۃالعنکبوت ایک ایسی سورت ہے جو مومن کو آزمائشوں کے درمیان جینے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ یہ سورت بتاتی ہے کہ ایمان صرف دعویٰ نہیں بلکہ ایک ذمہ داری ہے، اور اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے صبر، استقامت، توحید اور اللہ پر مکمل بھروسہ ضروری ہے۔

یہ سورت ہر اس شخص کے لیے امید، حوصلے اور رہنمائی کا پیغام ہے جو زندگی کے کسی بھی مرحلے میں مشکلات، مخالفتوں یا آزمائشوں کا سامنا کر رہا ہو۔

کیونکہ سورۃالعنکبوت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ دنیا کے تمام سہارے مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کا سہارا کبھی کمزور نہیں ہوتا۔

حصہ دوم

ایمان اور آزمائش

باب 2

رکوع اول (آیات 1-13) —— ایمان کا دعویٰ اور آزمائش کی حقیقت

تمہید

ہر انسان اپنی زندگی میں کسی نہ کسی آزمائش سے گزرتا ہے۔ کوئی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے، کوئی معاشی تنگی کا شکار ہوتا ہے، کوئی رشتوں کے مسائل سے دوچار ہوتا ہے اور کوئی اپنے عقیدے، اصولوں اور ایمان کی وجہ سے مخالفت کا سامنا کرتا ہے۔ اکثر لوگ مشکلات کے وقت یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر اللہ ہم سے محبت کرتا ہے تو پھر ہمیں آزمائشوں سے کیوں گزارتا ہے؟

سورۃ العنکبوت کا آغاز اسی بنیادی سوال کے جواب سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو یہ حقیقت سمجھاتے ہیں کہ آزمائش ایمان کے راستے کا لازمی حصہ ہے۔ جس طرح سونا آگ میں تپ کر خالص ہوتا ہے، اسی طرح مومن بھی آزمائشوں کے ذریعے مضبوط، خالص اور اللہ کے قریب ہوتا ہے۔

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ ایمان کے دعوے، آزمائش کی حکمت، والدین کے حقوق، منافقانہ رویوں اور اخلاص کی اہمیت کو نہایت جامع انداز میں بیان فرماتے ہیں۔

2.1 ایمان اور امتحان کا الٰہی قانون

آیات 1-3

الم ﴿١﴾ أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ﴿٢﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ﴿٣﴾

ترجمہ

"کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ صرف یہ کہہ دینے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی؟ حالانکہ ہم نے ان لوگوں کو بھی آزمایا تھا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں، تاکہ اللہ ظاہر کر دے کہ کون سچے ہیں اور کون جھوٹے۔"

تفسیر

یہ آیات سورۃ العنکبوت کا مرکزی مضمون بیان کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ واضح فرما رہے ہیں کہ ایمان صرف زبان سے اقرار کا نام نہیں بلکہ ایک ایسا دعویٰ ہے جسے عملی زندگی میں ثابت کرنا پڑتا ہے۔

امتحان کا مقصد اللہ تعالیٰ کے لیے کسی نئی چیز کو جاننا نہیں، کیونکہ وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ بلکہ آزمائش کا مقصد انسان کے ایمان کو ظاہر کرنا اور اس کے کردار کو نکھارنا ہے تاکہ حقیقت سب پر واضح ہو جائے۔

قرآنِ مجید میں مختلف مقامات پر یہ اصول بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوف، بھوک، مال و جان کے نقصان اور مختلف حالات کے ذریعے آزماتا ہے۔ ان آزمائشوں کے ذریعے مومن اور منافق کے درمیان فرق نمایاں ہو جاتا ہے۔

تدبر

یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ مشکلات ہمیشہ اللہ کی ناراضی کی علامت نہیں ہوتیں۔ بعض اوقات آزمائش دراصل اللہ کی طرف سے ترقی، تربیت اور قربت کا ذریعہ ہوتی ہے۔

جب ایک طالب علم امتحان سے گزرتا ہے تو اس کا مقصد اسے ناکام کرنا نہیں بلکہ اس کی صلاحیت کو جانچنا ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی آزمائشیں بندے کی روحانی تربیت کا حصہ ہیں۔

عملی زندگی کے اسباق

ایمان کے ساتھ آزمائش کا آنا ایک فطری حقیقت ہے۔

مشکلات کے وقت اللہ سے بدگمان نہیں ہونا چاہیے۔

آزمائشیں انسان کے کردار کو مضبوط کرتی ہیں۔

مومن کی اصل پہچان آسانیوں میں نہیں بلکہ مشکلات میں ہوتی ہے۔

2.2 سابقہ امتوں کی آزمائشیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تم سے پہلے لوگوں کو بھی آزمایا تھا۔

یہ ایک نہایت اہم اصول ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کی مشکلات منفرد ہیں، حالانکہ تاریخِ انسانیت کا ہر دور آزمائشوں سے بھرا ہوا ہے۔

حضرت نوحؑ نے صدیوں تک اپنی قوم کی مخالفت برداشت کی۔

حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا۔

حضرت موسیٰؑ نے فرعون کی سرکشی کا سامنا کیا۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے مکہ میں شدید ظلم و ستم برداشت کیا۔

جب انبیائے کرام علیہم السلام آزمائشوں سے گزرے تو عام انسانوں کے لیے بھی یہ دنیا امتحان گاہ ہی رہے گی۔

2.3 سچائی اور اخلاص کی کسوٹی

آزمائش انسان کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے۔

بہت سے لوگ آسان حالات میں دین سے وابستہ رہتے ہیں، لیکن جب نقصان، مخالفت یا مشکلات سامنے آتی ہیں تو ان کے رویے بدل جاتے ہیں۔

سچا ایمان وہ ہے جو حالات کے بدلنے سے تبدیل نہ ہو۔

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ کی رضا کو اپنی خواہشات، مفادات اور لوگوں کی رائے پر ترجیح دے۔

جس قدر آزمائش بڑی ہوگی، اخلاص کا معیار بھی اتنا ہی نمایاں ہوگا۔

2.4 آج کے دور کی آزمائشیں

آزمائش صرف جسمانی تکلیف یا مالی نقصان کا نام نہیں۔

آج کے دور میں ایمان کے امتحانات کئی مختلف شکلوں میں سامنے آتے ہیں:

سوشل میڈیا کے ذریعے گناہوں کی آسان رسائی

دین کا مذاق اڑانے والے ماحول کا دباؤ

مادیت پرستی

حلال اور حرام کے درمیان کشمکش

شہرت اور مقبولیت کی خواہش

دین پر عمل کرنے میں معاشرتی تنقید

یہ سب بھی ایمان کی آزمائشوں میں شامل ہیں۔

تدبر کے سوالات

میری زندگی کی سب سے بڑی آزمائش کیا ہے؟

مشکل وقت میں میرا اللہ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے یا کمزور؟

کیا میں اللہ کی حکمت پر اعتماد رکھتی ہوں؟

کیا میں آزمائش کو سزا سمجھتی ہوں یا تربیت؟

میری زندگی میں کون سی مشکل میرے ایمان کو مضبوط بنا سکتی ہے؟

خلاصۂ بحث

سورۃ العنکبوت کی ابتدائی آیات مومن کو ایک بنیادی حقیقت سمجھاتی ہیں: ایمان کا راستہ آزمائشوں سے خالی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مختلف حالات کے ذریعے پرکھتا ہے تاکہ ان کا اخلاص، صبر اور استقامت نمایاں ہو جائے۔

جب مومن یہ سمجھ لیتا ہے کہ آزمائش اللہ کے نظام کا حصہ ہے تو وہ مشکلات سے گھبرانے کے بجائے ان سے سیکھنے اور اللہ کے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی سورۃ العنکبوت کے آغاز کا بنیادی پیغام ہے۔

حصہ سوم

دعوتِ توحید اور انبیائے کرامؑ کی استقامت

باب 3

رکوع دوم (آیات 14-27)—حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی دعوتِ توحید

تمہید

سورۃ العنکبوت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو آزمائش کی حقیقت سے آگاہ فرمایا۔ اس کے بعد قرآن مجید عملی مثالوں کے ذریعے یہ دکھاتا ہے کہ آزمائش کوئی نئی چیز نہیں۔ اللہ کے تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی دعوتی زندگی میں مخالفت، تکلیف، تنہائی اور آزمائشوں کا سامنا کیا۔

اس رکوع میں دو عظیم پیغمبروں، حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ، کا ذکر کیا گیا ہے۔ دونوں کی زندگیاں صبر، استقامت، توحید اور اللہ پر کامل بھروسے کی روشن مثال ہیں۔

ان واقعات کا مقصد صرف تاریخی معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ اہلِ ایمان کو یہ سکھانا ہے کہ حق کا راستہ ہمیشہ قربانی مانگتا ہے، مگر انجام کار کامیابی انہی لوگوں کے لیے ہے جو اللہ پر ثابت قدم رہتے ہیں۔

3.1 حضرت نوحؑ کی صبر آزما دعوت

آیات 14-15

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، پس وہ ان میں پچاس کم ایک ہزار سال رہے، پھر انہیں طوفان نے آلیا جبکہ وہ ظالم تھے۔"

یہ آیات دعوتِ دین کی تاریخ میں صبر و استقامت کی سب سے عظیم مثالوں میں سے ایک پیش کرتی ہیں۔

حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک اللہ کی طرف بلایا۔ انہوں نے دن میں بھی دعوت دی، رات میں بھی۔ اعلانیہ بھی سمجھایا اور انفرادی طور پر بھی نصیحت کی۔ مگر اس طویل عرصے میں بہت کم لوگ ایمان لائے۔

عام انسانی سوچ کے مطابق اتنی طویل جدوجہد کے بعد اگر نتائج کم ہوں تو انسان مایوس ہو سکتا ہے، لیکن حضرت نوحؑ نے اپنی ذمہ داری کو نتائج کے ساتھ مشروط نہیں کیا۔ ان کا کام پیغام پہنچانا تھا، اور انہوں نے یہ ذمہ داری مکمل اخلاص کے ساتھ ادا کی۔

یہاں قرآن ہمیں ایک بنیادی سبق دیتا ہے کہ کامیابی کا معیار صرف ظاہری نتائج نہیں بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق مسلسل کوشش کرنا ہے۔

3.2 دعوتی جدوجہد میں استقامت

دعوتِ حق کا راستہ ہمیشہ آسان نہیں ہوتا۔

حضرت نوحؑ کو اپنی قوم کی طرف سے مذاق، انکار اور مسلسل مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ جب وہ کشتی بنا رہے تھے تو لوگ ان پر ہنستے تھے اور انہیں دیوانہ سمجھتے تھے۔

لیکن انہوں نے لوگوں کی باتوں کی پروا نہیں کی بلکہ اللہ کے حکم پر ثابت قدم رہے۔

آج بھی جو شخص اللہ کے دین پر چلنے اور دوسروں تک حق پہنچانے کی کوشش کرتا ہے، اسے مختلف قسم کی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ بعض اوقات قریبی لوگ بھی سمجھ نہیں پاتے، بعض اوقات معاشرہ تنقید کرتا ہے اور بعض اوقات انسان تنہائی محسوس کرتا ہے۔

حضرت نوحؑ کی زندگی ہمیں سکھاتی ہے کہ حق پر استقامت لوگوں کی تعریف سے نہیں بلکہ اللہ کی رضا سے پیدا ہوتی ہے۔

3.3 حضرت ابراہیمؑ: توحید کے علمبردار

آیات 16-17

حضرت ابراہیمؑ قرآنِ مجید کی عظیم ترین شخصیات میں سے ہیں۔ انہیں "خلیل اللہ" یعنی اللہ کا دوست ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

انہوں نے اپنی قوم کو سب سے پہلے توحید کی دعوت دی اور فرمایا:

"اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔"

حضرت ابراہیمؑ کی دعوت کا مرکز صرف ایک تھا: اللہ کی بندگی۔

انہوں نے لوگوں کو سمجھایا کہ وہ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں، وہ نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ وہ رزق نہیں دیتے، زندگی نہیں دیتے اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے۔

یہی توحید تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا بنیادی پیغام تھا۔

3.4 توحید کی دعوت اور بت پرستی کا رد

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کے عقائد کو صرف رد نہیں کیا بلکہ ان کے سامنے عقلی دلائل بھی پیش کیے۔

انہوں نے لوگوں کو سوچنے کی دعوت دی:

اگر یہ بت تمہاری دعائیں نہیں سن سکتے، تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتے تو پھر انہیں معبود کیوں بنایا گیا ہے؟

قرآن کا انداز یہی ہے کہ وہ انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ اسلام اندھی تقلید کی بجائے شعوری ایمان کا مطالبہ کرتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی دعوت ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ ایمان علم، فہم اور یقین کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔

3.5 اللہ پر بھروسہ اور قربانی

جب حضرت ابراہیمؑ نے توحید کی دعوت دی تو ان کی قوم نے ان کے خلاف سازش کی۔ انہیں آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کیا گیا۔

ظاہری اعتبار سے یہ ایک ناممکن صورتِ حال تھی۔ ایک طرف پوری قوم تھی اور دوسری طرف ایک اکیلا بندۂ مومن۔

لیکن حضرت ابراہیمؑ نے اللہ پر مکمل بھروسہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا:

"اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔"

یہ واقعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ جب بندہ اللہ پر سچا بھروسہ کرتا ہے تو اللہ ایسے اسباب پیدا فرما دیتا ہے جن کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اللہ پر توکل کا مطلب اسباب کو چھوڑ دینا نہیں بلکہ اسباب اختیار کرنے کے بعد نتیجہ اللہ کے سپرد کر دینا ہے۔

3.6 ہجرت فی سبیل اللہ

آیات 26

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا:

"میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔"

یہ ہجرت صرف جغرافیائی تبدیلی نہیں تھی بلکہ اللہ کی رضا کے لیے ہر قربانی دینے کا اعلان تھی۔

جب کسی جگہ حق پر عمل کرنا مشکل ہو جائے اور دین کو بچانا مقصود ہو تو اللہ کے لیے قربانی دینا ایمان کا تقاضا بن جاتا ہے۔

ہجرت کا اصل مفہوم اللہ کی خاطر ایسی چیز چھوڑ دینا ہے جو بندے اور اللہ کے درمیان رکاوٹ بن رہی ہو۔

اس اعتبار سے ہر مسلمان اپنی زندگی میں کسی نہ کسی درجے کی ہجرت کر سکتا ہے؛ گناہوں سے نیکی کی طرف، غفلت سے اطاعت کی طرف اور دنیا پرستی سے اللہ کی محبت کی طرف۔

3.7 دعوتِ حق کے اصول

حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے واقعات سے دعوتِ دین کے چند اہم اصول سامنے آتے ہیں:

دعوت کا مرکز توحید ہونا چاہیے۔

داعی کو صبر اور استقامت اختیار کرنی چاہیے۔

نتائج کی فکر کے بجائے ذمہ داری کی ادائیگی اہم ہے۔

دعوت میں حکمت اور دلیل کا استعمال ضروری ہے۔

مخالفت کے باوجود حق کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔

اللہ پر بھروسہ دعوتی کام کی بنیاد ہے۔

عملی زندگی کے اسباق

حق کا راستہ ہمیشہ آسان نہیں ہوتا۔

اللہ کے نزدیک کوشش کی اہمیت نتائج سے زیادہ ہے۔

سچا مومن تنہائی میں بھی حق پر قائم رہتا ہے۔

توحید صرف عقیدہ نہیں بلکہ طرزِ زندگی ہے۔

اللہ پر بھروسہ خوف اور بے یقینی کو ختم کرتا ہے۔

دعوتِ دین صبر، حکمت اور اخلاص کا تقاضا کرتی ہے۔

تدبر کے سوالات

اگر مجھے حق بات کی وجہ سے تنقید کا سامنا کرنا پڑے تو میرا رویہ کیا ہوگا؟

میری زندگی میں کون سی چیز اللہ پر مکمل بھروسے میں رکاوٹ بنتی ہے؟

کیا میرا ایمان شعوری ہے یا صرف خاندانی روایت؟

میں حضرت نوحؑ کی استقامت سے کیا سیکھ سکتی ہوں؟

میری زندگی کی سب سے اہم "ہجرت" کیا ہونی چاہیے؟

خلاصۂ رکوع

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی زندگیاں مثال کے طور پر پیش کی ہیں تاکہ اہلِ ایمان جان سکیں کہ آزمائش، مخالفت اور قربانی حق کے راستے کا لازمی حصہ ہیں۔ دونوں انبیاء نے ثابت کیا کہ جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، حق پر قائم رہتا ہے اور صبر کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرماتا ہے۔

سورۃ العنکبوت کا یہ حصہ مومن کو یہ یقین دلاتا ہے کہ حق کا راستہ اگرچہ طویل اور دشوار ہو سکتا ہے، لیکن اس کا انجام ہمیشہ اللہ کی نصرت اور کامیابی پر ہوتا ہے۔

حصہ چہارم

قوموں کے عروج وزوال کے اسباب

باب4

رکوع سوم(آیات 28-44)—قومِ لوط، حضرت شعیبؑ اور سرکش اقوام

تمہید

سورۃالعنکبوت کے اس رکوع میں اللہ تعالیٰ تاریخِ انسانی کے چند اہم واقعات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ یہ واقعات محض ماضی کی داستانیں نہیں بلکہ زندہ اسباق ہیں۔ قرآن مجید بار بار ہمیں تاریخ کے مطالعے کی دعوت دیتا ہے تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ قوموں کے عروج اور زوال کے پیچھے کون سے اصول کارفرما ہوتے ہیں۔

اس رکوع میں قومِ لوط، قومِ مدین، عاد، ثمود، قارون، فرعون اور ہامان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگرچہ ان قوموں کے جرائم مختلف تھے، لیکن ان سب میں ایک قدرِ مشترک موجود تھی: انہوں نے اللہ کی ہدایت کو قبول کرنے سے انکار کیا، اپنی خواہشات کو حق پر ترجیح دی اور زمین میں فساد پھیلایا۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے انجام کو آنے والی نسلوں کے لیے عبرت بنا دیا۔

4.1 قومِ لوط کا اخلاقی انحراف

آیات 28-35

اللہ تعالیٰ حضرت لوطؑ کا ذکر فرماتے ہیں، جنہیں ایک ایسی قوم کی طرف بھیجا گیا جو سنگین اخلاقی انحراف میں مبتلا ہو چکی تھی۔

حضرت لوطؑ نے اپنی قوم سے فرمایا:

"کیا تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جس میں تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کوئی تم سے سبقت نہیں لے گیا؟"

قرآن مجید کے مطابق قومِ لوط نے فطری حدود کو توڑا، کھلے عام گناہوں کا ارتکاب کیا اور اپنی برائی کو معمول اور قابلِ قبول سمجھنا شروع کر دیا تھا۔

جب کوئی معاشرہ گناہ کو گناہ سمجھنا چھوڑ دے اور برائی کو اپنی شناخت بنا لے تو اس کے زوال کا آغاز ہو جاتا ہے۔

حضرت لوطؑ نے اپنی قوم کو بار بار نصیحت کی، انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور اصلاح کی دعوت دی، لیکن انہوں نے حق کو قبول کرنے کے بجائے اپنے نبی کو ہی شہر سے نکالنے کی دھمکی دی۔

یہ رویہ تاریخ میں بار بار دہرایا گیا ہے کہ جب لوگ دلائل کا جواب نہیں دے پاتے تو حق کے علمبرداروں کو خاموش کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

4.2 فطرت سے بغاوت کے نتائج

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک خاص فطرت پر پیدا کیا ہے۔ شریعت اور فطرت میں گہرا تعلق ہے۔ جب انسان اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے تو اس کے نتائج صرف فرد تک محدود نہیں رہتے بلکہ پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔

قومِ لوط کی تباہی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اخلاقی فساد صرف ایک ذاتی مسئلہ نہیں بلکہ اجتماعی تباہی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

قرآن مجید کا مقصد اس واقعے کے ذریعے محض ایک تاریخی حقیقت بیان کرنا نہیں بلکہ انسان کو متنبہ کرنا ہے کہ فطرت اور وحی سے دوری بالآخر نقصان اور تباہی پر منتج ہوتی ہے۔

4.3 حضرت شعیبؑ اور معاشی انصاف

آیات 36-37

اس کے بعد قرآن مجید حضرت شعیبؑ کا ذکر کرتا ہے جنہیں قومِ مدین کی طرف بھیجا گیا۔

حضرت شعیبؑ کی قوم کا بنیادی مسئلہ عقیدے کے ساتھ ساتھ معاشی بدعنوانی بھی تھی۔ وہ ناپ تول میں کمی کرتے، لوگوں کے حقوق غصب کرتے اور تجارت میں دھوکہ دہی سے کام لیتے تھے۔

حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور ساتھ ہی معاشی انصاف کی طرف بلایا۔

یہاں قرآن ہمیں ایک اہم حقیقت سکھاتا ہے کہ دین صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ معاملات کی اصلاح بھی دین کا حصہ ہے۔

نماز، روزہ اور عبادات اپنی جگہ اہم ہیں، لیکن اگر انسان لوگوں کے حقوق پامال کرے، دھوکہ دے یا ظلم کرے تو یہ بھی اللہ کی نافرمانی ہے۔

4.4 معاشی ظلم اور اجتماعی تباہی

تاریخ گواہ ہے کہ جب معاشروں میں دیانت داری ختم ہو جاتی ہے، انصاف کا نظام کمزور پڑ جاتا ہے اور طاقتور کمزوروں کے حقوق کھانے لگتے ہیں تو معاشرتی توازن بگڑ جاتا ہے۔

حضرت شعیبؑ کی قوم نے بھی نصیحت کو قبول نہ کیا۔ نتیجتاً اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر نازل ہوا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

یہ واقعہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ معاشی بدعنوانی صرف قانونی جرم نہیں بلکہ اخلاقی اور دینی جرم بھی ہے۔

4.5 عاد اور ثمود کی سرکشی

آیت 38

اللہ تعالیٰ قومِ عاد اور قومِ ثمود کا بھی ذکر فرماتے ہیں۔

یہ دونوں قومیں طاقت، ترقی اور مادی وسائل کے اعتبار سے اپنے زمانے میں ممتاز تھیں۔

انہوں نے عظیم عمارتیں تعمیر کیں، مضبوط تہذیبیں قائم کیں اور اپنی طاقت پر فخر کیا۔

لیکن ان کی اصل کمزوری یہ تھی کہ وہ اپنی طاقت کو اللہ کی نعمت سمجھنے کے بجائے اپنی برتری کا ثبوت سمجھنے لگے۔

شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں خوبصورت بنا دیا، اور وہ حق کو دیکھنے کے باوجود اس سے منہ موڑتے رہے۔

قرآن ہمیں متوجہ کرتا ہے کہ ترقی اور طاقت اس وقت نعمت بنتی ہے جب اس کے ساتھ عاجزی اور شکر گزاری ہو۔ ورنہ یہی چیز انسان کے زوال کا سبب بن سکتی ہے۔

4.6 قارون: دولت کا غرور

آیت 39

قارون بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بے شمار دولت عطا فرمائی تھی۔

لیکن اس نے اپنی کامیابی کو اللہ کے فضل کے بجائے اپنی ذاتی قابلیت کا نتیجہ سمجھا۔

قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر قارون کا یہ قول نقل ہوا ہے:

"یہ سب کچھ مجھے میرے علم کی وجہ سے دیا گیا ہے۔"

یہ تکبر دراصل اللہ کی نعمتوں کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنے کا رویہ تھا۔

قارون کی زندگی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ دولت بذاتِ خود برائی نہیں، لیکن دولت پر غرور اور اللہ کو بھلا دینا تباہی کا راستہ ہے۔

آخرکار اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا۔

4.7 فرعون اور ہامان: طاقت کا نشہ

فرعون سیاسی طاقت کی علامت تھا اور ہامان اس کے نظام کا اہم ستون۔

فرعون نے اقتدار کے نشے میں اپنے آپ کو لوگوں کا سب سے بڑا حاکم سمجھ لیا۔ اس نے اللہ کی نشانیوں کو دیکھنے کے باوجود حق کو قبول نہ کیا۔

حضرت موسیٰؑ واضح دلائل اور معجزات لے کر آئے، لیکن فرعون نے تکبر کی وجہ سے انکار کر دیا۔

یہ واقعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ بعض اوقات انسان علم کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ تکبر کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کرتا۔

4.8 قوموں کے زوال کا مشترک سبب

اگر ان تمام واقعات کو ایک ساتھ دیکھا جائے تو ایک اہم حقیقت سامنے آتی ہے:

قومِ لوط اخلاقی فساد میں مبتلا ہوئی۔

قومِ مدین معاشی بدعنوانی میں مبتلا ہوئی۔

عاد اور ثمود طاقت کے غرور میں مبتلا ہوئے۔

قارون دولت کے تکبر میں مبتلا ہوا۔

فرعون اقتدار کے نشے میں مبتلا ہوا۔

لیکن ان سب کا مشترک جرم اللہ کی ہدایت سے انکار اور سرکشی تھا۔

یہی وہ اصول ہے جو قرآن بار بار بیان کرتا ہے کہ اللہ کسی قوم پر ظلم نہیں کرتا، بلکہ لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

عملی زندگی کے اسباق

اخلاقی انحراف معاشروں کو کمزور کر دیتا ہے۔

معاشی دیانت داری ایمان کا حصہ ہے۔

دولت، طاقت اور ترقی آزمائش بھی ہو سکتی ہیں۔

تکبر انسان کو حق قبول کرنے سے روک دیتا ہے۔

تاریخ کا مطالعہ ایمان کو مضبوط کرتا ہے۔

اللہ کی نافرمانی کا انجام ہمیشہ نقصان ہے۔

کامیابی کا اصل معیار اللہ کی اطاعت ہے، نہ کہ دنیاوی طاقت۔

تدبر کے سوالات

کیا میں اپنی کامیابیوں کو اللہ کا فضل سمجھتی ہوں؟

میری زندگی میں غرور کی کون سی شکل موجود ہو سکتی ہے؟

کیا میں معاملات میں مکمل دیانت داری اختیار کرتی ہوں؟

کیا میں حق بات سن کر اسے قبول کرنے کے لیے تیار رہتی ہوں؟

قوم لوط، قوم مدین اور قارون کے واقعات میں سے کون سا واقعہ مجھے سب سے زیادہ متوجہ کرتا ہے اور کیوں؟

خلاصۂ رکوع

سورۃ العنکبوت کا یہ رکوع ہمیں تاریخ کے آئینے میں اپنی زندگی کا جائزہ لینے کی دعوت دیتا ہے۔ مختلف قوموں کے واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ کی ہدایت سے انحراف، اخلاقی فساد، معاشی ظلم، تکبر اور سرکشی ہمیشہ زوال کا سبب بنتے ہیں۔

اس کے برعکس جو افراد اور معاشرے اللہ کی اطاعت، انصاف، عاجزی اور تقویٰ کو اختیار کرتے ہیں، وہ حقیقی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

یہ رکوع ہر دور کے انسان کو یاد دلاتا ہے کہ تاریخ صرف ماضی کا ریکارڈ نہیں بلکہ حال اور مستقبل کے لیے ایک زندہ نصیحت ہے۔

حصہ پنجم

عنکبوت کے جالے کی مثال

باب 5

رکوع چہارم (آیات 41-44)—کمزور سہارے اور مضبوط ایمان

تمہید

سورۃ العنکبوت کے پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور آزمائش کی حقیقت بیان فرمائی۔ پھر مختلف انبیائے کرام علیہم السلام اور سرکش قوموں کے واقعات کے ذریعے یہ واضح کیا کہ حق اور باطل کی کشمکش ہمیشہ سے موجود رہی ہے۔ اب اس رکوع میں اللہ تعالیٰ ایک ایسی مثال بیان کرتے ہیں جو پوری سورت کا مرکزی نکتہ اور بنیادی پیغام ہے۔

یہ مثال اتنی گہری، جامع اور فکر انگیز ہے کہ اسی کی مناسبت سے پوری سورت کا نام "العنکبوت" رکھا گیا۔

قرآن مجید کی مثالیں محض ادبی حسن کے لیے نہیں ہوتیں بلکہ وہ انسان کو سوچنے، غور کرنے اور اپنی زندگی کا جائزہ لینے کی دعوت دیتی ہیں۔ عنکبوت کے جالے کی مثال بھی ایسی ہی ایک دعوتِ فکر ہے۔

یہ مثال صرف مشرکینِ مکہ کے لیے نہیں بلکہ ہر دور کے انسان کے لیے ہے، کیونکہ ہر زمانے میں انسان کسی نہ کسی کمزور سہارے پر اعتماد کرتا ہے اور حقیقی طاقت کے سرچشمے کو بھول جاتا ہے۔

5.1 عنکبوت کی مثال

آیات 41-42

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا، اور بے شک تمام گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے، کاش وہ جانتے۔ اللہ خوب جانتا ہے ان چیزوں کو جنہیں وہ اس کے سوا پکارتے ہیں، اور وہی غالب اور حکمت والا ہے۔"

یہ آیات قرآن مجید کی نہایت مؤثر مثالوں میں سے ہیں۔

مکڑی کا جالا بظاہر نہایت خوبصورت اور منظم نظر آتا ہے۔اس کی ساخت میں ایک خاص ترتیب اور نفاست پائی جاتی ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ معمولی سی ہوا،ایک ہلکے سے جھٹکے یا معمولی دباؤ کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں پر بھروسہ کرتے ہیں،ان کا حال بھی ایسا ہی ہے۔

بظاہر انہیں اپنے سہارے مضبوط نظر آتے ہیں،لیکن حقیقت میں وہ عنکبوت کے جالے سے زیادہ مضبوط نہیں ہوتے۔

5.2 شرک کی حقیقت

قرآن مجید میں شرک صرف بتوں کی عبادت کا نام نہیں بلکہ اللہ کے سوا کسی اور کو ایسی حیثیت دینا بھی شرک کی ایک شکل ہے جو صرف اللہ کا حق ہے۔

مشرکینِ مکہ پتھروں کے بتوں کو اپنا مددگار اور سفارشی سمجھتے تھے۔

وہ سمجھتے تھے کہ یہ معبود انہیں اللہ کے قریب کر دیں گے،ان کی مشکلات دور کریں گے اور ان کے لیے نفع و نقصان کے مالک بن جائیں گے۔

قرآن مجید اس غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے واضح کرتا ہے کہ نفع،نقصان،عزت،ذلت،رزق اور زندگی و موت سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔

جو چیز خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتی وہ دوسروں کی حفاظت کیسے کر سکتی ہے؟

5.3 باطل سہاروں کی کمزوری

عنکبوت کے جالے کی مثال صرف قدیم بت پرستی تک محدود نہیں۔

ہر دور میں انسان مختلف قسم کے سہارے تلاش کرتا ہے۔

کبھی وہ دولت پر بھروسہ کرتا ہے۔

کبھی منصب اور طاقت پر۔

کبھی اپنے تعلقات اور اثر ورسوخ پر۔

کبھی اپنی عقل،صلاحیت یا شہرت پر۔

یہ تمام چیزیں اپنی جگہ نعمتیں ہو سکتی ہیں، لیکن جب انسان ان پر اس حد تک اعتماد کرنے لگے کہ اللہ پر اس کا بھروسہ کمزور پڑ جائے تو یہی چیزیں اس کے لیے عنکبوت کے جالے کی مانند بن جاتی ہیں۔

انسان یہ بھول جاتا ہے کہ ایک بیماری، ایک حادثہ، ایک معاشی بحران یا ایک لمحہ پوری زندگی کا نقشہ بدل سکتا ہے۔

جس دولت پر وہ ناز کرتا تھا، وہ ختم ہو سکتی ہے۔

جس منصب پر اسے فخر تھا، وہ چھن سکتا ہے۔

جن لوگوں پر اسے بھروسہ تھا، وہ ساتھ چھوڑ سکتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندے کو نہیں چھوڑتا۔

5.4 اللہ پر توکل کا مفہوم

عنکبوت کی مثال کا مقصد صرف باطل سہاروں کی کمزوری بیان کرنا نہیں بلکہ انسان کو حقیقی سہارے کی طرف متوجہ کرنا بھی ہے۔

اسلام میں توکل کا مطلب ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا نہیں۔

توکل کا مطلب یہ ہے کہ انسان جائز اسباب اختیار کرے، اپنی ذمہ داری پوری کرے اور پھر نتیجہ اللہ کے سپرد کر دے۔

حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو انہوں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔

حضرت موسیٰؑ سمندر کے سامنے کھڑے ہوئے تو اللہ پر بھروسہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے موقع پر تمام تدابیر اختیار کیں، لیکن دل کا اعتماد صرف اللہ پر رکھا۔

یہی حقیقی توکل ہے۔

5.5 علم اور بصیرت کی اہمیت

آیت 43

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں مگر انہیں علم والے ہی سمجھتے ہیں۔"

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ قرآن کی مثالوں کو سمجھنے کے لیے محض الفاظ پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ تدبر، غور و فکر اور علم کی ضرورت ہوتی ہے۔

بعض لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر اس کے پیغام پر غور نہیں کرتے۔

بعض لوگ مثال سنتے ہیں مگر اس سے اپنی زندگی کا تعلق نہیں جوڑتے۔

لیکن جو لوگ علم اور بصیرت رکھتے ہیں وہ قرآن کی ہر مثال میں اپنے لیے ہدایت تلاش کرتے ہیں۔

5.6 کائنات میں اللہ کی نشانیاں

آیت 44

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے بڑی نشانی ہے۔"

کائنات کا ہر ذرہ اللہ کی قدرت کی گواہی دے رہا ہے۔

آسمانوں کی وسعت، زمین کی ترتیب، دن اور رات کا نظام، سورج اور چاند کی گردش، بارش کا نزول اور زندگی کا تسلسل — یہ سب اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس کائنات کا ایک حکیم، قادر اور علیم رب موجود ہے۔

جو شخص کائنات پر غور کرتا ہے اس کا ایمان مضبوط ہوتا ہے، اور جو صرف ظاہری دنیا میں کھو جاتا ہے وہ اصل حقیقت سے غافل رہ جاتا ہے۔

5.7 موجودہ دور کے عنکبوتی جالے

ہر زمانے کے اپنے بت ہوتے ہیں۔

آج شاید لوگ پتھر کے بتوں کے سامنے سجدہ نہ کرتے ہوں، لیکن بہت سے لوگ ایسے "جدید بتوں" کے سامنے جھکے ہوئے ہیں جنہیں وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنی زندگی کا مرکز بنا لیتے ہیں۔

بعض لوگوں کے لیے دولت سب کچھ بن جاتی ہے۔

بعض کے لیے شہرت۔

بعض کے لیے سوشل میڈیا کی مقبولیت۔

بعض کے لیے مادی کامیابی۔

بعض کے لیے اپنی خواہشات۔

یہ تمام چیزیں اس وقت "عنکبوتی جالے" بن جاتی ہیں جب انسان کا دل اللہ سے ہٹ کر ان کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔

مومن کا دل دنیا میں رہتا ہے، لیکن اس کا اعتماد دنیا پر نہیں بلکہ اللہ پر ہوتا ہے۔

عملی زندگی کے اسباق

اللہ کے سوا ہر سہارا محدود اور عارضی ہے۔

حقیقی طاقت اور اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

دنیاوی وسائل کو نعمت سمجھنا چاہیے، معبود نہیں۔

توکل ایمان کی بنیادی علامت ہے۔

قرآن کی مثالوں پر غور و فکر کرنا ضروری ہے۔

دل کا تعلق اللہ کے ساتھ مضبوط کرنا ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

کامیاب انسان وہ ہے جو دنیا کے درمیان رہتے ہوئے بھی اللہ کو اپنا سب سے بڑا سہارا بنائے۔

تدبر کے سوالات

میری زندگی میں سب سے مضبوط سہارا کیا ہے؟

اگر وہ سہارا مجھ سے چھن جائے تو کیا میرا ایمان باقی رہے گا؟

کیا میں اللہ پر اعتماد کرتی ہوں یا صرف اپنے وسائل پر؟

میری زندگی کے "عنکبوتی جالے" کون سے ہیں؟

میں اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کو مزید مضبوط کرنے کے لیے کیا کر سکتی ہوں؟

خلاصہ رکوع

عنکبوت کے جالے کی مثال سورۃ العنکبوت کا مرکزی پیغام اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہ مثال ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اللہ کے سوا ہر سہارا کمزور، عارضی اور محدود ہے۔ انسان جتنی بھی طاقت، دولت، شہرت یا وسائل حاصل کر لے، اس کا حقیقی محافظ اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

جو شخص اپنے دل کو اللہ سے وابستہ کر لیتا ہے وہ دنیا کی تبدیلیوں سے نہیں ٹوٹتا، کیونکہ اس کا اعتماد اس ذات پر ہوتا ہے جو کبھی کمزور نہیں ہوتی۔ یہی اس رکوع کا بنیادی سبق اور سورۃ العنکبوت کا مرکزی پیغام ہے۔

مستند حوالہ جات

تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر)، سورۃ العنکبوت، آیات 41-44

جامع البیان عن تأویل آي القرآن (طبری)، سورۃ العنکبوت، آیات 41-44

تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان (سعدی)، سورۃ العنکبوت، آیات 41-44

مفردات القرآن (راغب اصفہانی)، مادہ: عنکبوت

حصہ ششم

قرآن، نماز اور آخرت

باب 6

رکوع پنجم (آیات 45-55)—قرآن کی ہدایت، نماز کی حقیقت اور آخرت کا شعور

تمہید

سورۃالعنکبوت کا یہ رکوع مومن کی عملی زندگی کے تین بنیادی ستونوں کو اجاگر کرتا ہے: قرآنِ مجید سے تعلق، نماز کی حقیقت،اور آخرت کا شعور۔

اگر پچھلے رکوعات میں ایمان، آزمائش، انبیاء کی استقامت اور اقوام کے انجام کو بیان کیا گیا تو اس حصے میں اللہ تعالیٰ انسان کو براہِ راست اپنی ہدایت، عبادت اور آخرت کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

یہ وہ مقام ہے جہاں قرآن محض نظری بحث نہیں رہتا بلکہ انسان کی روزمرہ زندگی، عبادات اور اندرونی کیفیت کو درست سمت دیتا ہے۔

6.1 قرآن مجید کی عظمت اور مقصد

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن وہ کتاب ہے جو انسانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور یاد دہانی ہے۔

قرآن مجید کا بنیادی مقصد صرف تلاوت نہیں بلکہ ہدایت حاصل کرنا ہے۔ جو شخص قرآن کو سمجھ کر پڑھتا ہے، وہ اپنی زندگی کے فیصلوں، سوچ اور کردار میں تبدیلی محسوس کرتا ہے۔

قرآن انسان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے، یعنی جہالت سے علم کی طرف، گمراہی سے ہدایت کی طرف، اور غفلت سے شعور کی طرف۔

6.2 تلاوت اور تدبر کا تعلق

قرآن کی تلاوت ایک عظیم عبادت ہے، لیکن تدبر اس تلاوت کی روح ہے۔

تدبر کا مطلب ہے آیات کے پیغام کو سمجھنا، اس پر غور کرنا اور اسے اپنی زندگی میں نافذ کرنا۔

بعض اوقات انسان روزانہ قرآن پڑھتا ہے لیکن اس کے اثرات اس کی زندگی میں نظر نہیں آتے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ الفاظ تک محدود رہتا ہے اور معنی و مقصد تک نہیں پہنچتا۔

قرآن مجید بار بار ہمیں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے تاکہ ایمان محض رسم نہ رہے بلکہ ایک زندہ شعور بن جائے۔

6.3 نماز کا مقصد اور اثرات

نماز اسلام کا بنیادی ستون ہے۔ یہ صرف چند حرکات اور الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ بندے اور اللہ کے درمیان ایک زندہ تعلق ہے۔

نماز انسان کو دن میں پانچ مرتبہ یاد دلاتی ہے کہ وہ تنہا نہیں بلکہ ایک رب کے سامنے جواب دہ ہے۔

جب نماز دل سے ادا کی جائے تو یہ انسان کے اخلاق، رویے اور فیصلوں پر اثر ڈالتی ہے۔ یہ انسان کو برائی سے روکتی اور نیکی کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

اگر نماز انسان کی زندگی میں تبدیلی نہیں لا رہی تو اس کا مطلب ہے کہ اسے مزید غور، اخلاص اور توجہ کی ضرورت ہے۔

6.4 نماز اور کردار سازی

قرآن مجید میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

یہاں ایک اہم اصول سمجھنا ضروری ہے: نماز کا اثر صرف ظاہری ادائیگی سے نہیں بلکہ اس کے شعور اور اخلاص سے پیدا ہوتا ہے۔

جو شخص نماز کو ایک بوجھ سمجھ کر ادا کرتا ہے، اس کی زندگی پر اس کے اثرات کم ہوتے ہیں۔ لیکن جو شخص نماز کو اللہ سے ملاقات سمجھ کر ادا کرتا ہے، اس کی زندگی میں تبدیلی آنا شروع ہو جاتی ہے۔

نماز انسان کے اندر خود احتسابی، عاجزی اور صبر پیدا کرتی ہے۔

6.5 اہلِ کتاب اور دعوت کا انداز

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو یہ بھی سکھاتے ہیں کہ اہلِ کتاب یا مختلف نظریات رکھنے والے لوگوں کے ساتھ گفتگو کیسے کی جائے۔

قرآن کا اصول یہ ہے کہ بحث و مباحثہ میں بہترین انداز اختیار کیا جائے، نرم گفتگو کی جائے اور مقصد صرف حق کی وضاحت ہو، نہ کہ غلبہ حاصل کرنا۔

یہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ دین کی دعوت میں سختی نہیں بلکہ حکمت، صبر اور حسنِ اخلاق ہونا چاہیے۔

6.6 وحی کی صداقت

قرآن مجید بار بار اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل کردہ وحی ہے، نہ کہ کسی انسان کی تصنیف۔

اس کی تعلیمات، اس کا توازن، اس کی حکمت اور اس کی جامعیت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہو سکتا۔

قرآن نہ صرف روحانی رہنمائی فراہم کرتا ہے بلکہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو منظم کرتا ہے۔

6.7 قیامت کے دلائل

قرآن مجید میں آخرت کا ذکر بار بار کیا گیا ہے تاکہ انسان اپنی زندگی کو بے مقصد نہ سمجھے۔

یہ دنیا عارضی ہے جبکہ اصل زندگی آخرت کی ہے۔

اگر انسان صرف دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لے تو اس کے فیصلے بھی محدود ہو جاتے ہیں، لیکن جب اسے آخرت کا شعور ہو تو اس کی سوچ وسیع ہو جاتی ہے۔

قیامت کا یقین انسان کے اندر جوابدہی کا احساس پیدا کرتا ہے۔

6.8 آخرت کا شعور اور انسانی زندگی

آخرت کا شعور انسان کو ذمہ دار بناتا ہے۔

وہ جانتا ہے کہ ہر عمل کا حساب دینا ہے، اس لیے وہ اپنی زندگی میں احتیاط اختیار کرتا ہے۔

یہ شعور انسان کو انصاف، سچائی اور دیانت داری کی طرف لے جاتا ہے۔

6.9 منکرین کے شبہات اور ان کا جواب

قرآن مجید ان لوگوں کے شبہات کا ذکر بھی کرتا ہے جو قیامت یا وحی کا انکار کرتے ہیں۔

ان کے انکار کی بنیادی وجہ اکثر علم کی کمی نہیں بلکہ تکبر اور دنیا سے حد سے زیادہ وابستگی ہوتی ہے۔

قرآن دلیل، عقل اور فطرت کے ذریعے ان شبہات کا جواب دیتا ہے اور انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

عملی زندگی کے اسباق

قرآن کو صرف پڑھنا نہیں بلکہ سمجھنا اور اپنانا ضروری ہے۔

نماز انسان کی شخصیت کو بدلنے کی طاقت رکھتی ہے۔

آخرت کا یقین زندگی کو مقصد دیتا ہے۔

دین میں گفتگو کا انداز نرم اور حکیمانہ ہونا چاہیے۔

وحیِ الٰہی انسانیت کے لیے مکمل ہدایت ہے۔

عبادات کا اصل فائدہ اس کے اثرات میں ظاہر ہوتا ہے۔

شعور کے بغیر عبادت ادھوری رہ جاتی ہے۔

تدبر کے سوالات

کیا میرا قرآن سے تعلق صرف تلاوت تک محدود ہے یا سمجھ تک بھی ہے؟

کیا میری نماز میری زندگی میں کوئی تبدیلی لا رہی ہے؟

کیا میں آخرت کو حقیقت سمجھ کر زندگی گزار رہی ہوں؟

کیا میرے اعمال میں دیانت اور اخلاص موجود ہے؟

میں اپنے دل کو قرآن کے قریب کیسے لا سکتی ہوں؟

خلاصۂ رکوع

سورۃ العنکبوت کا یہ رکوع مومن کو اس کی اصل سمت کی طرف واپس لے جاتا ہے۔ قرآن، نماز اور آخرت — یہ تینوں انسان کی روحانی، اخلاقی اور عملی زندگی کی بنیاد ہیں۔

جو شخص قرآن سے جڑ جاتا ہے، نماز کو شعور کے ساتھ ادا کرتا ہے اور آخرت کو اپنی حقیقت سمجھ لیتا ہے، اس کی زندگی میں توازن، سکون اور مقصد پیدا ہو جاتا ہے۔

یہی اس رکوع کا بنیادی پیغام ہے کہ انسان اپنی اصل پہچان کو نہ بھولے اور اپنی زندگی کو اللہ کی ہدایت کے مطابق ڈھالے۔

حصہ ہفتم

ہجرت، رزق اور توکل

باب 7

رکوع ششم (آیات 56-63) — ایمان، ہجرت، رزق اور اللہ پر بھروسہ

تمہید

سورۃ العنکبوت کا یہ رکوع اہلِ ایمان کے دلوں میں امید، تسلی اور اللہ پر کامل بھروسہ پیدا کرتا ہے۔ پچھلے حصوں میں آزمائش، انبیاء کی استقامت، قوموں کا زوال اور دنیا کی حقیقت بیان کی گئی۔ اب یہاں اللہ تعالیٰ مومن کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگر وہ دین کی خاطر مشکلات برداشت کرے تو اللہ کی زمین وسیع ہے، اس کا رزق محدود نہیں، اور اس کی مدد ہر حال میں شاملِ حال رہتی ہے۔

یہ وہ مقام ہے جہاں ایمان صرف نظریہ نہیں رہتا بلکہ عملی زندگی کا فیصلہ کن اصول بن جاتا ہے۔

7.1 ایمان والوں کے لیے اللہ کا خطاب

آیات 56-57

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اے میرے ایمان والے بندو! بے شک میری زمین وسیع ہے، پس تم میری ہی عبادت کرو۔ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے، پھر تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

یہ آیات اہلِ ایمان کو دو بنیادی حقیقتیں یاد دلاتی ہیں:

پہلی یہ کہ اللہ کی زمین وسیع ہے، یعنی اگر کسی جگہ دین پر عمل مشکل ہو جائے تو مومن کو مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ بہتر ماحول کی طرف ہجرت کرنی چاہیے۔

دوسری یہ کہ موت ایک یقینی حقیقت ہے، اور ہر انسان کو آخر کار اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔

7.2 ہجرت: ایمان کا عملی اظہار

ہجرت صرف جگہ چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے لیے ہر ایسی چیز کو چھوڑ دینا ہے جو دین میں رکاوٹ بن رہی ہو۔

قرآن مجید میں ہجرت ان لوگوں کے لیے ایک راستہ بتایا گیا ہے جو اپنے ماحول میں دین پر عمل نہیں کر سکتے۔

ہجرت دراصل یہ اعلان ہے کہ مومن کا تعلق زمین سے نہیں بلکہ اللہ کی رضا سے ہوتا ہے۔

7.3 آزمائش کے بدلے عظیم اجر

آیت 58-59

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جدوجہد کی، ہم انہیں جنت کے اعلیٰ درجات عطا کریں گے۔

یہاں ایک اصول واضح کیا گیا ہے کہ قربانی کبھی ضائع نہیں ہوتی۔ جو شخص اللہ کے لیے کچھ چھوڑتا ہے، اللہ اسے اس سے بہتر عطا فرماتا ہے۔

7.4 صبر کرنے والوں کا مقام

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کے لیے ایسا اجر ہے جس کا حساب نہیں کیا جا سکتا۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صبر محض برداشت نہیں بلکہ ایک عظیم روحانی مقام ہے جو انسان کو اللہ کے قریب کرتا ہے۔

7.5 رزق کا اللہ کی طرف سے ہونا

آیات 60

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اپنے ساتھ نہیں اٹھاتے، اللہ ہی انہیں رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی۔"

یہ آیت رزق کے بارے میں انسان کے خوف کو ختم کرتی ہے۔

انسان اکثر یہ سمجھتا ہے کہ اگر وہ کسی راستے پر چلا تو اس کا رزق ختم ہو جائے گا، لیکن قرآن کہتا ہے کہ رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے، نہ کہ انسان کے خوف میں۔

7.6 پرندوں اور جانوروں سے سبق

قرآن انسان کو فطرت کی طرف دیکھنے کی دعوت دیتا ہے۔

پرندے صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ انہیں یہ فکر نہیں ہوتی کہ رزق کہاں سے آئے گا، کیونکہ ان کا رب ان کے لیے رزق کا انتظام کرتا ہے۔

یہ مثال انسان کو توکل سکھاتی ہے کہ اصل بھروسہ اللہ پر ہونا چاہیے۔

7.7 دنیا کی بے یقینی اور آخرت کی حقیقت

یہ رکوع ہمیں یہ بھی یاد دلاتا ہے کہ دنیا کا نظام غیر یقینی ہے۔

انسان جتنا بھی منصوبہ بندی کرے، سب کچھ اس کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

لیکن جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، وہ اندرونی سکون حاصل کرتا ہے کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ اس کی زندگی بے مقصد نہیں بلکہ ایک حکیم رب کے کنٹرول میں ہے۔

7.8 توکل کا عملی مفہوم

توکل یہ نہیں کہ انسان کوشش چھوڑ دے، بلکہ یہ ہے کہ وہ کوشش کرے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے۔

توکل کا مطلب:

محنت کرنا

اسباب اختیار کرنا

لیکن دل کو اللہ سے جوڑے رکھنا

یہی وہ توازن ہے جو مومن کی زندگی کو پر سکون بناتا ہے۔

7.9 اللہ کی معیت کا یقین

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

یہ معیت صرف علم کی نہیں بلکہ مدد، حفاظت اور رحمت کی معیت ہے۔

جب انسان کو یہ یقین ہو جائے کہ اللہ اس کے ساتھ ہے تو وہ دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا۔

عملی زندگی کے اسباق

اللہ کی زمین وسیع ہے، مایوسی کی کوئی گنجائش نہیں۔

ہجرت ایمان کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔

رزق کا وعدہ اللہ نے کیا ہے، انسان نے نہیں۔

صبر کا اجر بے حساب ہے۔

توکل کا مطلب کوشش چھوڑنا نہیں بلکہ اللہ پر اعتماد رکھنا ہے۔

فطرت کا مشاہدہ ایمان کو مضبوط کرتا ہے۔

اللہ کی معیت سب سے بڑی طاقت ہے۔

تدبر کے سوالات

کیا میں رزق کے بارے میں غیر ضروری خوف رکھتی ہوں؟

کیا میں مشکل حالات میں اللہ کی طرف رجوع کرتی ہوں یا مایوس ہو جاتی ہوں؟

میری زندگی میں ہجرت کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟

کیا میں واقعی اللہ پر توکل کرتی ہوں یا صرف الفاظ میں؟

کیا مجھے یقین ہے کہ اللہ میرے ساتھ ہے؟

خلاصۂ رکوع

سورۃ العنکبوت کا یہ رکوع مومن کے دل کو مضبوطی، امید اور یقین عطا کرتا ہے۔ یہ سکھاتا ہے کہ دین کی خاطر قربانی دینے والا کبھی نقصان میں نہیں رہتا، رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے، موت ایک حقیقت ہے، اور اللہ کی زمین وسیع ہے۔

جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، وہ نہ حالات سے ڈرتا ہے، نہ مستقبل سے، کیونکہ اس کا یقین ایک ایسی ذات پر ہوتا ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اور جس کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے۔

حصہ ہشتم

دنیا کی حقیقت اور کامیابی کا راستہ

باب 8

رکوع ہفتم (آیات 64-69) — دنیا کی حقیقت، فریبِ حیات اور نجات کا راستہ

تمہید

سورۃ العنکبوت کا یہ آخری رکوع انسان کو اس کی اصل حقیقت کی طرف لوٹاتا ہے۔ پورے سفر میں ایمان، آزمائش، انبیاء کی استقامت، قوموں کا زوال، دنیا کے سہاروں کی کمزوری، ہجرت، رزق اور توکل جیسے موضوعات بیان کیے گئے۔ اب آخر میں قرآن مجید ایک جامع نتیجہ پیش کرتا ہے:

یہ دنیا حقیقت میں کھیل اور دھوکے کے سوا کچھ نہیں، جبکہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔

یہ وہ مقام ہے جہاں انسان اپنی سوچ، اپنے مقاصد اور اپنی ترجیحات کا دوبارہ جائزہ لیتا ہے۔

8.1 دنیا کی حقیقت

آیت 64

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور یہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں، اور بے شک آخرت کا گھر ہی حقیقی زندگی ہے، کاش وہ جانتے۔"

یہ آیت دنیا کے بارے میں ایک بنیادی حقیقت واضح کرتی ہے کہ دنیا اپنی اصل میں مستقل نہیں بلکہ عارضی اور آزمائشی ہے۔

یہاں "کھیل اور تماشہ" کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا کی کوئی اہمیت نہیں، بلکہ یہ ہے کہ اگر دنیا کو مقصد بنا لیا جائے تو وہ انسان کو دھوکے میں ڈال دیتی ہے۔

دنیا کی اصل حیثیت ایک پل کی مانند ہے جو انسان کو آخرت کی طرف لے جا رہا ہے۔

8.2 آخرت کی دائمی حقیقت

قرآن مجید بار بار اس حقیقت کو دہراتا ہے کہ اصل زندگی آخرت کی ہے۔

اگر انسان اس دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لے تو اس کے فیصلے محدود اور جذباتی ہو جاتے ہیں، لیکن جب اسے آخرت کا یقین ہوتا ہے تو اس کی سوچ وسیع، متوازن اور ذمہ دار بن جاتی ہے۔

آخرت کا یقین انسان کو مقصد، سمت اور جواب دہی کا شعور دیتا ہے۔

8.3 کائنات میں غور و فکر

آیت 65

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب انسان کشتی میں سوار ہوتا ہے اور طوفان آتا ہے تو وہ صرف اللہ کو پکارتا ہے، لیکن جب نجات ملتی ہے تو پھر شرک کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

یہ آیت انسانی فطرت کو بیان کرتی ہے کہ مشکل وقت میں انسان کا دل سچائی کی طرف جھکتا ہے، لیکن آسانی میں وہ پھر غفلت کا شکار ہو جاتا ہے۔

یہ رویہ ایمان کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔

8.4 انسانی فطرت اور اللہ کی یاد

مشکلات انسان کو یاد دلاتی ہیں کہ اس کا کوئی حقیقی سہارا ہے۔

لیکن جب مشکلات ختم ہو جاتی ہیں تو اکثر لوگ اللہ کو بھول جاتے ہیں۔

قرآن مجید انسان کو متوازن رہنے کی دعوت دیتا ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ کو یاد رکھے، چاہے وہ مشکل ہو یا آسانی۔

8.5 اللہ کی نعمتوں کی ناشکری

آیت 66

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتا ہے اور کفرانِ نعمت کرتا ہے۔

یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ انسان کی بہت سی غلطیوں کی جڑ ناشکری ہوتی ہے۔

جب انسان نعمت کو اپنی محنت یا قابلیت کا نتیجہ سمجھنے لگتا ہے تو وہ اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔

8.6 اللہ کی قدرت اور اختیار

آیات 67

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے انہیں امن دیا ہے لیکن ان کے ارد گرد لوگ چھین لیے جاتے ہیں۔

یہ آیت انسان کو یہ احساس دلاتی ہے کہ حفاظت، امن اور سکون اللہ کے اختیار میں ہے۔

انسان جتنی بھی طاقت حاصل کر لے، وہ اللہ کی مشیت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔

8.7 باطل معبودوں کی کمزوری

آیت 68

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھا جائے یا حق کو جھٹلایا جائے۔

یہاں قرآن مجید واضح کرتا ہے کہ سب سے بڑا خسارہ یہ ہے کہ انسان سچائی کو چھوڑ کر باطل راستے کو اختیار کرے۔

8.8 ہدایت کا راستہ

آیت 69

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستے ضرور دکھا دیتے ہیں، اور بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

یہ آیت سورۃ العنکبوت کا ایک نہایت اہم اختتام ہے۔

یہ بتاتی ہے کہ ہدایت صرف علم سے نہیں بلکہ کوشش، اخلاص اور جدوجہد سے حاصل ہوتی ہے۔

جو شخص اللہ کی طرف بڑھتا ہے، اللہ اس کے لیے راستے آسان کر دیتا ہے۔

8.9 جہادِ نفس اور استقامت

یہ رکوع ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ اصل جدوجہد باہر کی دنیا سے زیادہ اپنے اندر کی دنیا میں ہوتی ہے۔

نفس کی خواہشات، دنیا کی چمک اور غفلت انسان کو اصل راستے سے ہٹا سکتی ہیں۔

لیکن جو شخص اپنے نفس کے خلاف جدوجہد کرتا ہے، وہی حقیقی کامیابی حاصل کرتا ہے۔

عملی زندگی کے اسباق

دنیا عارضی ہے، اصل زندگی آخرت کی ہے۔

مشکل وقت انسان کو اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

آسانی میں بھی اللہ کو نہیں بھولنا چاہیے۔

ہدایت کوشش اور جدوجہد سے ملتی ہے۔

ناشکری انسان کو اللہ سے دور کرتی ہے۔

اصل حفاظت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

کامیابی اللہ کی راہ میں چلنے میں ہے، نہ کہ دنیا کے فریب میں۔

تدبر کے سوالات

کیا میں دنیا کو مقصد سمجھتی ہوں یا ذریعہ؟

کیا میں مشکل اور آسانی دونوں میں اللہ کو یاد رکھتی ہوں؟

میری زندگی کا اصل مقصد کیا ہے؟

کیا میں ہدایت کے لیے واقعی کوشش کر رہی ہوں؟

اگر آج موت آ جائے تو میری ترجیحات کیا ہوں گی؟

خلاصۂ سورۃ

سورۃ العنکبوت ایک مکمل تربیتی سفر ہے جو انسان کو ایمان سے لے کر آزمائش، صبر، انبیاء کی مثالوں، اقوام کے زوال، دنیا کی حقیقت اور آخرت کی تیاری تک لے جاتا ہے۔

یہ سورت ہمیں سکھاتی ہے کہ:

ایمان آزمائش کے بغیر مکمل نہیں ہوتا

سہارے صرف اللہ کے ہیں

تاریخ ایک زندہ نصیحت ہے

دنیا عارضی ہے

آخرت اصل منزل ہے

اور کامیابی صرف اللہ کی راہ میں ہے

یہی سورۃ العنکبوت کا مرکزی پیغام ہے: کمزور سہاروں کو چھوڑ کر مضبوط رب سے جڑ جانا ہی حقیقی نجات ہے۔

حصہ نہم

اختتامیہ، خلاصہ اور عملی پیغام

باب 9

سورۃ العنکبوت کا جامع خلاصہ اور زندگی بدل دینے والا پیغام — تمہید

ہر تحریر کا ایک اختتام ہوتا ہے، لیکن قرآن مجید کی ہر سورت کا اختتام دراصل ایک نئے آغاز کی طرف دعوت دیتا ہے۔ سورۃ العنکبوت بھی اسی نوعیت کی سورت ہے جو قاری کو صرف معلومات نہیں دیتی بلکہ اس کی سوچ، اس کے ایمان اور اس کی زندگی کے رخ کو بدلنے کی دعوت دیتی ہے۔

اس حصے میں ہم پوری سورت کے مرکزی پیغام کو ایک جامع شکل میں سمیٹیں گے تاکہ قاری کے ذہن میں ایک واضح فہم اور عملی سمت پیدا ہو سکے۔

9.1 سورۃ العنکبوت کا مرکزی پیغام

سورۃ العنکبوت کا بنیادی پیغام تین جملوں میں سمٹ سکتا ہے:

ایمان آزمائش کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ باطل سہارے عنکبوت کے جالے کی طرح کمزور ہیں۔ اصل کامیابی اللہ سے جڑنے اور اسی پر بھروسہ کرنے میں ہے۔

یہ سورت انسان کو یہ سمجھاتی ہے کہ دین صرف دعوے کا نام نہیں بلکہ ایک مسلسل سفر ہے جس میں صبر، قربانی، استقامت اور یقین شامل ہوتا ہے۔

9.2 سورت کا فکری سفر

اگر اس سورت کو ایک سفر کے طور پر دیکھا جائے تو یہ پانچ مراحل پر مشتمل ہے:

ایمان اور آزمائش کی حقیقت

انبیاء کی استقامت کی مثالیں

سرکش اقوام کا انجام

دنیاوی سہاروں کی کمزوری

آخرت اور اللہ کی طرف واپسی

یہ پورا سفر انسان کو ایک فکری نتیجے تک لے جاتا ہے کہ زندگی کا مقصد اللہ کی رضا ہے، نہ کہ دنیا کی وقتی کامیابی۔

9.3 انسان کی اصل آزمائش

اس سورت سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انسان کی اصل آزمائش صرف مشکلات نہیں بلکہ آسانیاں بھی ہیں۔

مشکل وقت میں انسان اللہ کو یاد کرتا ہے، لیکن آسانی میں اکثر غافل ہو جاتا ہے۔

اسی لیے قرآن مجید دونوں حالتوں میں اعتدال اور شعور کی دعوت دیتا ہے۔

9.4 ایمان کا معیار

سورۃالعنکبوت ہمیں بتاتی ہے کہ ایمان کا معیار صرف دعویٰ نہیں بلکہ عمل ہے۔

سچا ایمان وہ ہے جو:

آزمائش میں کمزور نہ ہو

حالات سے نہ بدلے

اللہ پر اعتماد میں مضبوط ہو

اور انسان کو عمل پر مجبور کرے

9.5 کمزور اور مضبوط سہارا

اس سورت کی سب سے بڑی تعلیم یہ ہے کہ انسان کو اپنے سہاروں کا جائزہ لینا چاہیے۔

اگر کوئی سہارا:

ختم ہو سکتا ہے

بدل سکتا ہے

یا دھوکہ دے سکتا ہے

تو وہ عنکبوت کا جالا ہے۔

اور اگر سہارا:

ہمیشہ باقی رہنے والا ہے

سب پر غالب ہے

اور ہر چیز کا مالک ہے

تو وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

9.6 موجودہ دور کے لیے پیغام

آج کے دور میں انسان مختلف قسم کے سہاروں میں الجھا ہوا ہے:

کیریئر اور مالی استحکام

سوشل اسٹیٹس

تعلقات اور رشتے

ٹیکنالوجی اور خود انحصاری کا احساس

یہ سب چیزیں اپنی جگہ اہم ہیں، لیکن جب یہ اللہ سے دوری کا سبب بن جائیں تو یہی چیزیں کمزور جالے بن جاتی ہیں۔

سورۃ العنکبوت ہمیں متوازن زندگی کا درس دیتی ہے: دنیا میں رہو، لیکن دل اللہ سے جڑا رہے۔

9.7 عملی تبدیلی کا راستہ

اگر کوئی شخص اس سورت کے پیغام کو اپنی زندگی میں اپنانا چاہے تو اس کے لیے چند عملی اقدامات یہ ہیں:

قرآن کو صرف پڑھنا نہیں بلکہ سمجھنا

نماز کو شعور کے ساتھ ادا کرنا

مشکل وقت میں شکایت کے بجائے صبر اختیار کرنا

نعمتوں پر شکر ادا کرنا

اور ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرنا

یہی وہ راستہ ہے جو انسان کو اندرونی سکون اور حقیقی کامیابی دیتا ہے۔

9.8 سورۃالعنکبوت کا روحانی خلاصہ

یہ سورت انسان کو یہ احساس دلاتی ہے کہ:

زندگی ایک امتحان ہے دنیا ایک گزرگاہ ہے اور آخرت اصل منزل ہے

جو شخص اس حقیقت کو سمجھ لیتا ہے وہ کبھی بے مقصد نہیں جیتا۔

اختتامی کلمات

سورۃالعنکبوت ہمیں ایک سادہ مگر گہرا سبق دیتی ہے:

جو اللہ کے ساتھ جڑ گیا وہ کبھی نہیں ٹوٹتا، اور جو دنیا کے سہاروں پر بھروسہ کرے وہ کبھی مکمل نہیں ہوتا۔

یہ سورت دل کو مضبوط کرتی ہے، ایمان کو زندہ کرتی ہے اور انسان کو حقیقت کی طرف واپس لاتی ہے۔

مصنفہ کا آخری پیغام

میں، سائرہ یوسف کھٹانہ، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ اگر اس تحریر میں کوئی خیر ہے تو اسے قبول فرمائے، اور اگر کوئی کمی ہے تو اسے معاف فرمائے۔

یہ تحریر کسی کمال کا دعویٰ نہیں بلکہ ایک عاجزانہ کوشش ہے کہ اللہ کے کلام کو سمجھنے اور اپنی زندگی میں اتارنے کی طرف ایک قدم اٹھایا جائے۔

اللہ ہمیں قرآن کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اسی کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

ضمائم

ضمیمہ الف

سورۃ العنکبوت میں مذکور انبیائے کرامؑ

تمہید

سورۃ العنکبوت اگرچہ مختصر سورت ہے، لیکن اس میں انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت، جدوجہد اور استقامت کے نہایت گہرے نقوش موجود ہیں۔ یہ ضمیمہ اس مقصد کے لیے شامل کیا گیا ہے کہ قاری کو ان انبیاءؑ کی ایک مربوط اور آسان فہم فہرست میسر آ جائے جن کا ذکر اس سورت میں آیا ہے، اور وہ ان کی دعوت کے بنیادی پیغام کو بہتر انداز میں سمجھ سکے۔

یہ انبیاءؑ محض تاریخی شخصیات نہیں بلکہ ایمان، صبر، توکل اور توحید کے زندہ نمونے ہیں۔

1. حضرت نوحؑ

ذکر: آیات 14–15

حضرت نوحؑ سورۃ العنکبوت میں انبیائے کرامؑ کی اولین مثال کے طور پر ذکر ہوئے ہیں۔

مرکزی پہلو:

طویل ترین دعوتی جدوجہد (تقریباً 950 سال)

قوم کی مسلسل مخالفت اور انکار

صبر، استقامت اور اخلاص

نتیجتاً اللہ کے عذاب سے نجات یافتہ مومنین اور ہلاک شدہ منکرین

بنیادی پیغام:

دعوتِ حق کا معیار نتائج نہیں بلکہ اللہ کے حکم کی مسلسل ادائیگی ہے۔

2. حضرت ابراہیمؑ

ذکر: آیات 16–27 (تفصیلی حوالہ مختلف مقامات پر)

حضرت ابراہیمؑ کو سورۃ العنکبوت میں توحید، ہجرت اور آزمائش کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

مرکزی پہلو:

توحید کی دعوت اور بت پرستی کا رد

آگ میں ڈالے جانے کی آزمائش

اللہ پر کامل توکل

ہجرت فی سبیل اللہ

ایمان اور قربانی کا اعلیٰ نمونہ

بنیادی پیغام:

اللہ پر سچا بھروسہ انسان کو ناممکن حالات سے بھی کامیابی عطا کرتا ہے۔

3. حضرت لوطؑ

ذکر: آیات 28–35

حضرت لوطؑ کا ذکر ایک ایسی قوم کے تناظر میں کیا گیا جو اخلاقی انحطاط کا شکار ہو چکی تھی۔

مرکزی پہلو:

فطری حدود سے انحراف کی اصلاح کی دعوت

مسلسل نصیحت اور انکار

حق کے داعی کی تنہائی

قوم کی ہلاکت

بنیادی پیغام:

اخلاقی زوال قوموں کی تباہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

4. حضرت شعیبؑ

ذکر: آیات 36–37

حضرت شعیبؑ کو قومِ مدین کی طرف بھیجا گیا۔

مرکزی پہلو:

توحید کی دعوت

معاشی انصاف کی اصلاح

ناپ تول میں دیانت داری

مالی بدعنوانی کا رد

بنیادی پیغام:

دین صرف عبادات نہیں بلکہ معاملات کی اصلاح بھی ہے۔

5. حضرت موسیٰؑ (اشارہ غیر مستقیم)

اگرچہ سورۃ العنکبوت میں حضرت موسیٰؑ کا تفصیلی ذکر اس حصے میں نہیں، لیکن فرعون اور ہامان کے ذکر کے ذریعے ان کی دعوتی جدوجہد کا پس منظر سمجھ آتا ہے۔

مرکزی پہلو:

فرعون کے مقابلے میں توحید کی دعوت

طاقت کے سامنے حق کا قیام

بنی اسرائیل کی نجات

بنیادی پیغام:

حق کی طاقت ظاہری قوت سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔

6. عمومی نبوی اصول (سورۃ العنکبوت کی روشنی میں)

اس سورت سے انبیائے کرامؑ کی زندگیوں سے درج ذیل مشترکہ اصول سامنے آتے ہیں:

دعوت کا مرکز صرف توحید ہے

صبر دعوت کا بنیادی ہتھیار ہے

نتائج اللہ کے ہاتھ میں ہیں

آزمائش ایمان کا حصہ ہے

باطل کا انجام ہمیشہ زوال ہے

اللہ پر توکل کامیابی کی بنیاد ہے

خلاصۂ ضمیمہ

سورۃ العنکبوت میں انبیائے کرامؑ کی زندگیاں ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ:

دعوتِ حق کوئی آسان راستہ نہیں، لیکن یہ راستہ ہمیشہ اللہ کی مدد اور کامیابی پر ختم ہوتا ہے۔

یہ انبیاءؑ ہمیں یہ یقین دلاتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے، اللہ اس کے لیے ایسے دروازے کھول دیتا ہے جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

حتمی پیغام

انبیائے کرامؑ کی یہ مختصر جھلک ہمیں یاد دلاتی ہے کہ:

ایمان صرف عقیدہ نہیں بلکہ ایک مسلسل جدوجہد ہے، اور اس جدوجہد کا ہر قدم اللہ کی قربت کی طرف لے جاتا ہے۔

ضمیمہ ب

سورۃ العنکبوت میں مذکور اقوام

تمہید

سورۃ العنکبوت انسانی تاریخ کے مختلف ادوار سے تعلق رکھنے والی چند بڑی اقوام کا ذکر کرتی ہے۔ ان اقوام کا مقصد صرف تاریخی معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ ایک واضح قرآنی اصول سمجھانا ہے: جب قومیں حق کو جھٹلا دیتی ہیں، اخلاقی اور معاشرتی فساد میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور تکبر اختیار کرتی ہیں تو ان کا انجام زوال ہوتا ہے۔

یہ ضمیمہ ان اقوام کا خلاصہ پیش کرتا ہے تاکہ قاری قرآن کے اس تاریخی پیغام کو ایک مربوط شکل میں سمجھ سکے۔

1. قومِ نوح

ذکر: آیات 14–15 (اشارہ)

قومِ نوح انسانی تاریخ کی پہلی بڑی سرکش قوموں میں سے ایک تھی جس کا ذکر اس سورت میں بطور عبرت آیا ہے۔

بنیادی خصوصیات:

توحید سے انکار

طویل عرصے تک نبی کی دعوت کو رد کرنا

حق کا مذاق اڑانا

انجام:

طوفانِ نوح کے ذریعے مکمل تباہی، جبکہ اہلِ ایمان نجات یافتہ رہے۔

سبق:

حق کا مسلسل انکار اجتماعی تباہی کا سبب بنتا ہے۔

2. قومِ ابراہیم (مشرک معاشرہ)

ذکر: آیات 16–27 (اشارہ)

حضرت ابراہیمؑ کی قوم بت پرستی میں مبتلا تھی۔

بنیادی خصوصیات:

شرک اور بت پرستی

عقلی دلیل کے باوجود انکار

نبی کی مخالفت

انجام:

ان کا نظام فکری اور مذہبی طور پر ناکام ہوا، اور اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو عزت عطا فرمائی۔

سبق:

باطل عقائد دلیل کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے۔

3. قومِ لوط

ذکر: آیات 28–35

یہ قوم اخلاقی انحطاط اور فطری حدود سے بغاوت میں مبتلا تھی۔

بنیادی خصوصیات:

اخلاقی فساد

فطرت سے انحراف

نبی کی نصیحت کا انکار

انجام:

الٰہی عذاب کے ذریعے تباہی۔

سبق:

اخلاقی زوال قوموں کے خاتمے کا آغاز ہوتا ہے۔

4. قومِ مدین (حضرت شعیبؑ کی قوم)

ذکر: آیات 36–37

قومِ مدین معاشی بددیانتی میں مبتلا تھی۔

بنیادی خصوصیات:

ناپ تول میں کمی

معاشی ظلم اور دھوکہ دہی

حق بات کا انکار

انجام:

الٰہی عذاب اور تباہی۔

سبق:

معاشی ناانصافی بھی ایمان کے خلاف ایک بڑا جرم ہے۔

5. قومِ عاد

ذکر: آیت 38

قومِ عاد اپنی جسمانی طاقت اور تعمیراتی مہارت پر فخر کرتی تھی۔

بنیادی خصوصیات:

طاقت کا غرور

تکبر اور سرکشی

حق سے انکار

انجام:

شدید آندھی اور عذاب کے ذریعے ہلاکت۔

سبق:

طاقت بغیر ایمان کے زوال کا سبب بنتی ہے۔

6. قومِ ثمود

ذکر: آیت 38

قومِ ثمود پہاڑوں میں تراشیدہ مضبوط گھروں کی مالک تھی۔

بنیادی خصوصیات:

نعمتوں پر غرور

نبی صالحؑ کی مخالفت

حق کا انکار

انجام:

زلزلہ اور عذاب کے ذریعے تباہی۔

سبق:

مادی ترقی اللہ سے بے نیازی کا سبب نہیں بننی چاہیے۔

7. قارون

ذکر: آیت 39

قارون دولت اور خزانوں کا مالک تھا۔

بنیادی خصوصیات:

دولت پر غرور

اللہ کی نعمت کا انکار

خود پسندی

انجام:

زمین میں دھنسا دیا گیا۔

سبق:

مال و دولت انسان کو نجات نہیں دے سکتے اگر تکبر شامل ہو جائے۔

8. فرعون اور ہامان

ذکر: آیات 39 (اشارہ)

فرعون سیاسی طاقت اور ظلم کی علامت تھا، جبکہ ہامان اس کے نظام کا معاون تھا۔

بنیادی خصوصیات:

اقتدار کا غرور

ظلم و جبر

حق کا انکار

انجام:

بحرِ قلزم میں غرق ہونا اور عبرت بن جانا۔

سبق:

طاقت اور اقتدار اللہ کے مقابلے میں کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔

جامع قرآنی اصول

ان تمام اقوام کے مطالعے سے ایک واضح اصول سامنے آتا ہے:

1. فکری انحراف

شرک اور حق کا انکار۔

2.اخلاقی زوال

قومِ لوط کی مثال۔

3.معاشی فساد

قومِ مدین کی مثال۔

4.تکبر

عاد، ثمود، قارون اور فرعون کی مثال۔

نتیجہ:

اللہ کا قانون ہر دور میں ایک ہی ہے—ظلم،فساداور تکبر کا انجام زوال ہے۔

عملی زندگی کے اسباق

قوموں کا زوال اخلاق سے شروع ہوتا ہے، معیشت اور طاقت سے نہیں۔

علم اور ترقی تب ہی فائدہ دیتے ہیں جب ان کے ساتھ ایمان ہو۔

تکبر انسان کو حق سے دور کر دیتا ہے۔

انصاف اور دیانت معاشرتی بقا کی بنیاد ہیں۔

تاریخ اللہ کے قانون کی عملی گواہ ہے۔

خلاصہ

سورۃالعنکبوت میں مذکور اقوام ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ:

جو قومیں اللہ کی ہدایت کو چھوڑ دیتی ہیں وہ اپنی ہی طاقت، دولت اور خواہشات کے جال میں پھنس کر ختم ہو جاتی ہیں۔

یہ اقوام آج بھی قرآن کے ذریعے ہمیں خاموش مگر طاقتور سبق دے رہی ہیں کہ نجات صرف اللہ کی اطاعت میں ہے۔

حتمی پیغام

یہ ضمیمہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ تاریخ صرف ماضی نہیں بلکہ ایک زندہ آئینہ ہے، جس میں ہر دور کا انسان اپنا انجام دیکھ سکتا ہے۔

کامیابی ہمیشہ ان کے لیے ہے جو اللہ کے قانون کو مانتے ہیں، اور زوال ہمیشہ ان کے لیے ہے جو اس سے انحراف کرتے ہیں۔

ضمیمہ ج

سورۃ العنکبوت کے اہم عربی الفاظ اور ان کے معانی

تمہید

قرآنِ مجید کی گہرائی کو سمجھنے کے لیے اس کے الفاظ کا فہم نہایت ضروری ہے۔ سورۃ العنکبوت میں ایسے متعدد اہم عربی الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو اپنے اندر وسیع معنوی جہان رکھتے ہیں۔ ان الفاظ کو سمجھنے سے سورت کا پیغام زیادہ واضح، گہرا اور عملی بن جاتا ہے۔

یہ ضمیمہ انہی اہم الفاظ کا سادہ اور مفہوم پر مبنی خلاصہ پیش کرتا ہے۔

1. أَحَسِبَ (Aḥasiba)

معنی:

کیا وہ سمجھتے ہیں / کیا انہوں نے گمان کر لیا

مفہوم:

یہ لفظ انسانی غلط فہمی اور خوش فہمی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسان بغیر آزمائش کے ایمان کو کافی سمجھ لیتا ہے۔

2. يُفْتَنُونَ (Yuفتanūn)

معنی:

آزمائے جائیں گے / امتحان میں ڈالے جائیں گے

مفہوم:

ایمان کا لازمی حصہ آزمائش ہے۔ بغیر امتحان کے ایمان کی حقیقت واضح نہیں ہوتی۔

3. فِتْنَةً (Fitnah)

معنی:

آزمائش، امتحان، آزمائش کا عمل

مفہوم:

یہ لفظ خیر اور شر دونوں قسم کی آزمائشوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انسان کے اندرونی حال کو ظاہر کرتی ہیں۔

4. صَدَقُوا (Ṣadaqū)

معنی:

انہوں نے سچ کہا / سچے ثابت ہوئے

مفہوم:

ایمان کا سچا ہونا صرف زبان سے نہیں بلکہ عمل سے ثابت ہوتا ہے۔

5. الْكَاذِبِينَ (Al-Kādhibīn)

معنی:

جھوٹے / غیر سچے لوگ

مفہوم:

وہ لوگ جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر آزمائش میں ثابت قدم نہیں رہتے۔

6.عَنكَبُوت(ʿAnkabūt)

معنی:

مکڑی

مفہوم:

کمزوراورنازک گھر کی مثال کے طور پر استعمال ہوا ہے،جو باطل سہاروں کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔

7.وَلِيّ(Waliyy)

معنی:

سرپرست،مددگار،کارساز

مفہوم:

وہ ذات جس پر مکمل بھروسہ کیا جائے۔قرآن کے مطابق حقیقی ولی صرف اللہ ہے۔

8.يَهْدِي(Yahdī)

معنی:

ہدایت دیتا ہے/راستہ دکھاتا ہے

مفہوم:

اللہ تعالیٰ وہ راستہ دکھاتا ہے جو حق اور نجات کی طرف لے جاتا ہے۔

9.جَاهَدُوا(Jāhadū)

معنی:

انہوں نے جدوجہد کی/کوشش کی

مفہوم:

ایمان صرف نظریہ نہیں بلکہ مسلسل جدوجہد کا نام ہے۔

10.سُبُلَنَا(Subulanā)

معنی:

ہمارے راستے

مفہوم:

اللہ کی طرف جانے والے راستے،جو مختلف درجات اور شکلوں میں ہو سکتے ہیں مگر منزل ایک ہی ہے۔

11.عَذَاب(ʿAdhāb)

معنی:

سزا،عذاب

مفہوم:

اللہ کی نافرمانی کا وہ نتیجہ جو انسان کو اس کے اعمال کی طرف واپس لوٹاتا ہے۔

12.يَفْعَلُ(Yafʿalu)

معنی:

وہ کرتا ہے/اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

مفہوم:

اللہ تعالیٰ مکمل اختیار رکھتا ہے،اس کے فیصلے حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔

13.تَتَّخِذُونَ(Tattakhidhūn)

معنی:

تم اختیار کرتے ہو/تم بنا لیتے ہو

مفہوم:

انسان کا باطل سہاروں کو اپنا مددگار بنالینا۔

14.دَار(Dār)

معنی:

گھر،ٹھکانہ

مفہوم:

دنیا یا آخرت کا مقام۔دنیا عارضی ہے جبکہ آخرت دائمی ہے۔

15.حَیَاةُالدُّنْیَا(Ḥayāt al-Dunyā)

معنی:

دنیاکی زندگی

مفہوم:

عارضی، محدوداور امتحانی زندگی جو آخرت کی تیاری کاموقع ہے۔

جامع فکری خلاصہ

ان الفاظ سے سورۃالعنکبوت کامرکزی پیغام مزید واضح ہوتاہے:

ایمان ایک امتحان ہے

اللہ ہی حقیقی مددگار ہے

دنیاعارضی ہے

جدوجہد کے بغیر ہدایت نہیں

باطل سہارے کمزور ہیں

اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے

عملی فائدہ

ان الفاظ کو سمجھنے سے قاری:

قرآن کو گہرائی سے سمجھنے لگتاہے

عبادات میں شعور پیداہوتاہے

ایمان مضبوط ہوتا ہے

اور زندگی کا مقصد واضح ہو جاتا ہے

اختتامیہ

سورۃ العنکبوت کے یہ اہم الفاظ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ قرآن صرف پڑھنے کے لیے نہیں بلکہ سمجھنے اور جینے کے لیے نازل کیا گیا ہے۔

جو شخص قرآن کے الفاظ کو سمجھ لیتا ہے، وہ قرآن کے پیغام کے قریب ہو جاتا ہے۔

ضمیمہ د

سورۃ العنکبوت سے حاصل ہونے والے 50 عملی اسباق

تمہید

سورۃ العنکبوت صرف ایک تلاوت کی جانے والی سورت نہیں بلکہ زندگی گزارنے کا مکمل دستور ہے۔ اس سورت میں ایمان، آزمائش، انبیاء کی استقامت، اقوام کا زوال، دنیا کی حقیقت اور آخرت کا شعور ایک مربوط نظام کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

یہ ضمیمہ ان تمام مضامین کو سادہ اور عملی نکات کی صورت میں پیش کرتا ہے تاکہ قاری انہیں اپنی روزمرہ زندگی میں آسانی سے نافذ کر سکے۔

50 عملی اسباق

ایمان اور آزمائش

ایمان ہمیشہ آزمائش کے ساتھ آتا ہے

مشکلات ایمان کی کمزوری نہیں بلکہ اس کی تربیت ہوتی ہیں

اللہ اپنے بندوں کو جانچ کر بلند کرتا ہے

صبر ایمان کی بنیاد ہے

سچائی مشکل وقت میں ظاہر ہوتی ہے

توحید اور اللہ پر بھروسہ

حقیقی سہارا صرف اللہ ہے

غیر اللہ کے سہارے کمزور ہوتے ہیں

توکل ایمان کا لازمی حصہ ہے

اللہ پر بھروسہ خوف ختم کرتا ہے

ہر طاقت اللہ کے حکم کی محتاج ہے

انبیائے کرامؑ کی زندگی

انبیاء کی زندگی صبر اور جدوجہد کا نمونہ ہے

دعوت کا نتیجہ فوری نہیں ہوتا

حق ہمیشہ اقلیت میں ہوتا ہے ابتدا میں

اللہ کے نبی بھی آزمائے گئے

استقامت کامیابی کی کنجی ہے

دعوت اور اصلاح

دعوت کا مرکز توحید ہونا چاہیے

حکمت کے ساتھ بات کرنا ضروری ہے

سختی کے بجائے نرمی بہتر اثر رکھتی ہے

اصلاح معاشرے کا حصہ ہے

عمل دعوت کی سب سے بڑی دلیل ہے

اقوام کا انجام

تاریخ اللہ کے قانون کی عملی گواہ ہے

ظلم کا انجام ہمیشہ زوال ہے

تکبر انسان کو اندھا کر دیتا ہے

طاقت ہمیشہ قائم نہیں رہتی

قومیں اخلاق سے گرتی ہیں، صرف معیشت سے نہیں

اخلاق اور کردار

اخلاقی زوال تباہی کا آغاز ہے

سچائی معاشرے کو مضبوط کرتی ہے

دھوکہ دہی معاشی نظام کو برباد کرتی ہے

انصاف قوموں کو قائم رکھتا ہے

برائی کو معمول بنانا خطرناک ہے

دنیا اور آخرت

دنیا عارضی ہے

آخرت اصل زندگی ہے

دنیا دھوکہ دے سکتی ہے

موت ہر انسان کے لیے یقینی ہے

ہر عمل کا حساب ہوگا

رزق اور توکل

رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے

خوف رزق کو نہیں بدل سکتا

اللہ پر بھروسہ سکون دیتا ہے

کوشش کرنا بھی عبادت ہے

رزق میں برکت اللہ سے تعلق میں ہے

نماز اور قرآن

قرآن زندگی کی رہنمائی ہے

تدبر کے بغیر تلاوت ادھوری ہے

نماز انسان کو برائی سے روکتی ہے

عبادت کا اثر کردار میں ظاہر ہوتا ہے

اللہ کی یاد دل کو سکون دیتی ہے

آخرت اور جواب دہی

ہر انسان کو اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے

کوئی عمل چھپا نہیں رہے گا

نیکی کبھی ضائع نہیں ہوتی

گناہ انسان کو نقصان دیتا ہے

اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے

جامع خلاصہ

یہ پچاس اسباق سورۃ العنکبوت کے پورے پیغام کو ایک عملی فریم ورک میں تبدیل کرتے ہیں۔

یہ سورت ہمیں سکھاتی ہے کہ:

ایمان ایک سفر ہے

دنیا ایک امتحان ہے

اللہ واحد سہارا ہے

اور آخرت اصل منزل ہے

حتمی پیغام

جو شخص ان اسباق کو اپنی زندگی میں اپنا لے، وہ صرف قرآن پڑھنے والا نہیں بلکہ قرآن کے ساتھ جینے والا انسان بن جاتا ہے۔

اور یہی سورۃ العنکبوت کا اصل مقصد ہے۔

ضمیمہ ہ

30روزہ تدبرِ سورۃالعنکبوت جرنل

تمہید

یہ جرنل اس مقصد کے لیے تیار کیا گیا ہے کہ قاری سورۃالعنکبوت کو صرف پڑھنے تک محدود نہ رکھے بلکہ اسے اپنی روزمرہ زندگی میں محسوس کرے، سمجھے اور نافذ کرے۔

تدبر ایک مسلسل عمل ہے، اور یہ 30 دن کا پروگرام اسی مسلسل غور و فکر کی عادت پیدا کرنے کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔

ہر دن میں ایک مختصر آیت یا موضوع، اس پر غور، اور ایک عملی قدم شامل ہے۔

ہفتہ 1: ایمان اور آزمائش کی حقیقت

دن 1

موضوع: ایمان اور آزمائش تدبر: کیا میں سمجھتی ہوں کہ ایمان آسانی سے مکمل ہو جاتا ہے؟ عمل: آج ایک مشکل کو اللہ کی طرف رجوع کے ساتھ قبول کرنا۔

دن 2

موضوع: صبر کی حقیقت تدبر: میں صبر کو برداشت سمجھتی ہوں یا عبادت؟ عمل: ایک ناخوشگوار صورتحال میں خاموشی اور دعا اختیار کرنا۔

دن 3

موضوع: سچائی کی آزمائش تدبر: کیا میں سچ پر قائم رہ سکتی ہوں جب اس میں نقصان ہو؟ عمل: ایک سچ بولنا جس سے بچنا آسان ہو۔

دن 4

موضوع:نیت کی پاکیزگی تدبر: کیامیرے اعمال صرف اللہ کے لیے ہیں؟ عمل:ایک عبادت خالص نیت سے ادا کرنا۔

دن 5

موضوع: مخالفت کاسامناتدبر: کیامیں حق کی خاطر مخالفت برداشت کرسکتی ہوں؟ عمل: آج خاموشی سے صبر اختیار کرنا۔

دن 6

موضوع: آزمائش کا مقصدتدبر: کیامیں آزمائش کو سزا سمجھتی ہوں یا تربیت؟ عمل:ایک مشکل کو سبق کے طور پر لکھنا۔

دن 7

موضوع:ہفتہ وار جائزہ تدبر:اس ہفتے میں نے کیا سیکھا؟ عمل:10 منٹ خاموش بیٹھ کر غور کرنا۔

ہفتہ 2:توحیداور توکل

دن 8

موضوع:اللہ پر بھروسہ تدبر:میرا اصل سہارا کیا ہے؟ عمل:ایک خوف اللہ کے سپرد کرنا۔

دن 9

موضوع: باطل سہارے تدبر:میری زندگی کے ''عنکبوتی جالے'' کیا ہیں؟ عمل:ایک غیر ضروری وابستگی کم کرنا۔

دن 10

موضوع:رزق کا یقین تدبر: کیامیں رزق کے بارے میں غیر ضروری فکر کرتی ہوں؟ عمل:رزق کی دعا کے ساتھ دن شروع کرنا۔

دن 11

موضوع: خوف اور امید تدبر: کیا میرا دل اللہ سے قریب ہے؟ عمل: ایک نفل نماز ادا کرنا۔

دن 12

موضوع: فطرت پر غور تدبر: کیا میں اللہ کی نشانیوں پر غور کرتی ہوں؟ عمل: فطرت (آسمان/زمین) پر 5 منٹ غور کرنا۔

دن 13

موضوع: توکل اور کوشش تدبر: کیا میں کوشش کے بغیر امید رکھتی ہوں؟ عمل: ایک کام مکمل توجہ سے کرنا۔

دن 14

موضوع: ہفتہ وار جائزہ تدبر: میرا توکل کتنا مضبوط ہوا؟ عمل: دعا اور تحریری reflection

ہفتہ 3: انبیاء اور تاریخ کے اسباق

دن 15

موضوع: حضرت نوحؑ کی استقامت تدبر: کیا میں لمبے صبر کے لیے تیار ہوں؟ عمل: مستقل مزاجی کا ایک ہدف لکھنا۔

دن 16

موضوع: حضرت ابراہیمؑ کا توکل تدبر: کیا میں اللہ پر مکمل بھروسہ کر سکتی ہوں؟ عمل: ایک خوف چھوڑنا۔

دن 17

موضوع: حضرت لوطؑ اور اخلاق تدبر: کیا میں اخلاقی حساسیت رکھتی ہوں؟ عمل: ایک غلط عادت سے بچنا۔

دن 18

موضوع: حضرت شعیبؑ اور دیانت تدبر: کیا میں معاملات میں ایماندار ہوں؟ عمل: کسی معاملے میں مکمل دیانت اختیار کرنا۔

دن 19

موضوع: قوموں کا زوال تدبر: معاشرہ کیسے گرتا ہے؟ عمل: ایک برائی سے خود کو روکنا۔

دن 20

موضوع: قارون اور تکبر تدبر: کیا میں اپنی کامیابی پر فخر کرتی ہوں؟ عمل: شکر کا جملہ لکھنا۔

دن 21

موضوع: ہفتہ وار جائزہ تدبر: تاریخ نے مجھے کیا سکھایا؟ عمل: 15 منٹ خاموش تدبر

ہفتہ 4: قرآن، آخرت اور عملی زندگی

دن 22

موضوع: قرآن سے تعلق تدبر: کیا میں قرآن کو سمجھ کر پڑھتی ہوں؟ عمل: ایک آیت کا ترجمہ پڑھنا۔

دن 23

موضوع: نماز کی حقیقت تدبر: کیا میری نماز مجھے بدل رہی ہے؟ عمل: ایک نماز خشوع کے ساتھ ادا کرنا۔

دن 24

موضوع: آخرت کا شعور تدبر: کیا میں حساب کو یاد رکھتی ہوں؟ عمل: موت کو یاد کرتے ہوئے دعا کرنا۔

دن 25

موضوع: دنیا کی حقیقت تدبر: کیا میں دنیا کو مقصد بنا رہی ہوں؟ عمل: ایک دنیاوی خواہش محدود کرنا۔

دن 26

موضوع: جدوجہد تدبر: کیا میں اللہ کی راہ میں کوشش کرتی ہوں؟ عمل: ایک نیکی کا مستقل عزم۔

دن 27

موضوع: گناہ سے بچاؤ تدبر: کیا میں اپنی اصلاح کر رہی ہوں؟ عمل: ایک گناہ چھوڑنے کا فیصلہ

دن 28

موضوع: اللہ کی معیت تدبر: کیا مجھے اللہ کے ساتھ ہونے کا یقین ہے؟ عمل: دعا میں یقین پیدا کرنا

دن 29

موضوع: مکمل جائزہ تدبر: میں کہاں بدلی ہوں؟ عمل: پوری تبدیلی لکھنا

دن 30

موضوع: اختتامی دن تدبر: سورۃ العنکبوت نے مجھے کیا بدلا؟ عمل: اللہ کا شکر اور نئی نیت

اختتامیہ

یہ 30 دن کا جرنل ایک آغاز ہے، اختتام نہیں۔ اصل تدبر وہ ہے جو روزمرہ زندگی کا حصہ بن جائے۔

جو شخص قرآن کو روز جیتا ہے، وہی حقیقی مومن ہے۔

ضمیمہ و

منتخب صحیح احادیث

تمہید

سورۃ العنکبوت کے پیغام کو سمجھنے اور اسے مضبوط بنانے کے لیے احادیثِ نبوی ﷺ ایک عملی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ یہ ضمیمہ ان منتخب صحیح احادیث پر مشتمل ہے جو ایمان، آزمائش، توکل، صبر، قرآن، نماز اور آخرت کے بنیادی موضوعات کی وضاحت کرتی ہیں۔

تمام احادیث کو مستند مجموعوں سے لیا گیا ہے تاکہ علمی اعتبار سے اعتماد برقرار رہے۔

1. ایمان اور آزمائش

حدیث 1

ترجمہ مفہوم: لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش انبیاء علیہم السلام کی ہوتی ہے، پھر جو ان کے قریب ہوتے ہیں، پھر جو ان کے قریب ہوتے ہیں۔

حوالہ: Sahih al-Bukhari

سبق: ایمان کی مضبوطی آزمائش کے ذریعے ہوتی ہے، نہ کہ آرام سے۔

2. صبر کی فضیلت

حدیث 2

ترجمہ مفہوم: مومن کا معاملہ عجیب ہے، اس کے ہر حال میں خیر ہے؛ اگر اسے خوشی ملے تو شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے، اور اگر تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے۔

حوالہ: Sahih Muslim

سبق: مومن کی زندگی ہر حال میں فائدہ مند ہے اگر وہ اللہ سے جڑا رہے۔

3. توکل علی اللہ

حدیث 3

ترجمہ مفہوم: اگر تم اللہ پر ایسا توکل کرو جیسا توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے رزق دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے؛ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ واپس آتے ہیں۔

حوالہ: Jami at-Tirmidhi

سبق: رزق کا نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے، خوف کے ہاتھ میں نہیں۔

4. قرآن سے تعلق

حدیث 4

ترجمہ مفہوم: قرآن پڑھو، کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارش کرے گا۔

حوالہ: Sahih Muslim

سبق: قرآن صرف کتاب نہیں بلکہ نجات کا ذریعہ ہے۔

5. نماز کی اہمیت

حدیث 5

ترجمہ مفہوم: بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز کا چھوڑ دینا ہے۔

حوالہ: Jami at-Tirmidhi

سبق: نماز ایمان کی عملی پہچان ہے۔

6.دنیا کی حقیقت

حدیث 6

ترجمہ مفہوم: دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔

حوالہ:Sahih Muslim

سبق: دنیا آخری منزل نہیں بلکہ آزمائش کا مقام ہے۔

7.نیت کی اہمیت

حدیث 7

ترجمہ مفہوم: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔

حوالہ:Sahih al-Bukhari

سبق: عمل کی قدر نیت سے طے ہوتی ہے۔

8.آخرت کی یاد

حدیث 8

ترجمہ مفہوم: تم دنیا میں ایسے رہو جیسے تم اجنبی ہو یا مسافر۔

حوالہ:Sahih al-Bukhari

سبق: اصل گھر آخرت ہے، دنیا عارضی قیام ہے۔

9. جد و جہد فی سبیل اللہ

حدیث 9

ترجمہ مفہوم: جو شخص اللہ کی راہ میں ایک قدم بھی چلتا ہے، اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔

حوالہ: Sahih Muslim

سبق: ہدایت کوشش سے بڑھتی ہے۔

10. اللہ کی محبت

حدیث 10

ترجمہ مفہوم: جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔

حوالہ: Jami at-Tirmidhi

سبق: آزمائش اللہ کی ناراضی نہیں بلکہ محبت کی علامت بھی ہو سکتی ہے۔

جامع خلاصہ

یہ احادیث سورۃ العنکبوت کے بنیادی پیغام کو مزید واضح کرتی ہیں:

ایمان آزمائش کے بغیر مکمل نہیں

صبر مومن کی پہچان ہے

توکل رزق کا دروازہ کھولتا ہے

نماز ایمان کی علامت ہے

دنیا عارضی ہے

آخرت اصل منزل ہے

حتمی پیغام

سورۃالعنکبوت کا پیغام قرآن اور سنت دونوں میں ایک ہی حقیقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے:

جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ اسے کبھی ضائع نہیں کرتا۔

ضمیمہ ز

استعمال شدہ مصادر و مراجع

تمہید

اس تحریر کی تیاری میں کوشش کی گئی ہے کہ قرآنِ مجید کی تفسیر اور اس کے فہم کو صرف مستند اور معتبر مصادر کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ کسی بھی غیر مستند، کمزور یا غیر معتبر روایت سے اجتناب کیا گیا ہے تاکہ علمی دیانت اور دینی امانت برقرار رہے۔

ذیل میں وہ بنیادی مصادر و مراجع درج کیے جا رہے ہیں جن سے رہنمائی حاصل کی گئی ہے۔

1. بنیادی ماخذ

قرآنِ مجید

The Holy Quran (تمام ابواب کی بنیادی اساس اور مرکزی مصدر)

2. تفاسیرِ قرآن

تفسیر ابن کثیر

Tafsir Ibn Kathir

قرآن کی آیات کی روایتی اور محدثانہ تشریح

تفسیر طبری

Tafsir al-Tabari

قدیم ترین تفسیری مراجع میں سے ایک

تفسیر سعدی

Tafsir al-Sa'di

سادہ،تدبری اور عملی اندازِ تفسیر

3.حدیث کے مصادر

صحیح بخاری

Sahih al-Bukhari

ایمان،اعمال اور سیرت سے متعلق احادیث

صحیح مسلم

Sahih Muslim

عقائد،عبادات اور اخلاقی تعلیمات

جامع ترمذی

Jami at-Tirmidhi

فضائل،اخلاق اور عملی ہدایات

4.لغوی وبلاغی مصادر

مفردات القرآن

Mufradat al-Quran

قرآن کے عربی الفاظ کے معانی اور استعمال

5.دیگر معاون مصادر

اسلامی عقائد اور اخلاق پر عمومی معتبر کتب

کلاسیکی مفسرین کے تفسیری خلاصے

تدبرِ قرآن سے متعلق معاصر علمی تحریریں

اصولِ انتخابِ مصادر

اس تحریر میں درج ذیل اصولوں کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے:

صرف مستند اور معروف اسلامی مصادر کا استعمال

ضعیف یا غیر معتبر روایات سے اجتناب

قرآن و حدیث کی بنیاد پر تشریح

سادہ اور قابلِ فہم اندازِ بیان

اختتامی کلمات

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے ہمیں قرآنِ مجید جیسی عظیم ہدایت عطا فرمائی، اور ہمیں اس کی آیات پر غور و فکر کی توفیق دی۔

یہ تحریر سورۃالعنکبوت کے تدبری مطالعے کی ایک عاجزانہ کوشش تھی، جس کا مقصد محض علمی معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ قاری کے دل میں ایمان،یقین، صبر اور توکل کی عملی روح پیدا کرنا ہے۔

اگراس تحریر میں کوئی خیر، حکمت یافائدہ موجود ہے تووہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے،اور اگر کوئی کمی یالغزش رہ گئی ہے تو وہ مصنفہ کی کوتاہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے،اسے میرے لیے اور ہر قاری کے لیے نجات کاذریعہ بنائے،اور ہمیں قرآن کو سمجھنے،اس پر عمل کرنے اور اسے اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی توفیق عطافرمائے۔

سورۃالعنکبوت کا جامع خلاصہ

سورۃالعنکبوت ایمان اور آزمائش کی سورت ہے۔یہ انسان کو یاد دلاتی ہے کہ:

ایمان صرف دعویٰ نہیں بلکہ امتحان ہے

ہر سچے مؤمن کو آزمائش سے گزرناپڑتا ہے

انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگیاں صبر اور استقامت کا عملی نمونہ ہیں

قوموں کازوال ظلم، تکبر اور نافرمانی کا نتیجہ ہے

دنیا کے تمام سہارے مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہیں

حقیقی سہارا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

آخرت ہی اصل اور دائمی زندگی ہے

یہ سورت انسان کو فکری طور پر اس مقام تک لے جاتی ہے جہاں وہ اپنی زندگی کے مقصد کو پہچانتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

دعا

یااللہ! ہمیں قرآنِ مجید کو صحیح سمجھنے،اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے اور اسے اپنی زندگی کا حقیقی رہنما بنانے کی توفیق عطافرما۔

یااللہ! ہمارے ایمان کو آزمائشوں میں مضبوط بنا،ہمارے دلوں کو صبر اور یقین سے بھر دے،اور ہمیں ہر قسم کے باطل سہاروں سے محفوظ فرما۔

یااللہ! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو تیرے راستے میں جدوجہد کرتے ہیں اور تیری ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

یااللہ! ہماری اس محنت کو قبول فرما، اسے ہمارے لیے، ہمارے والدین کے لیے اور تمام قارئین کے لیے صدقۂ جاریہ بنادے۔

آمین یارب العالمین۔

کتابیات(Bibliography)

قرآن و تفسیر

The Holy Quran

Tafsir Ibn Kathir

Tafsir al-Tabari

Tafsir al-Sa'di

احادیث

Sahih al-Bukhari

Sahih Muslim

Jami at-Tirmidhi

لغت و معانی

Mufradat al-Quran

اشاریہ(Index)

الف

آزمائش—حصہ اول، حصہ ہشتم

ابراہیمؑ—ضمیمہ الف

اقوام—ضمیمہ ب

ب

باطل سہارے—حصہ پنجم

بھروسہ (توکل)—حصہ ہفتم

ج

جدوجہد—حصہ ہشتم

جنت—حصہ ششم

د

دنیا—حصہ ہشتم

دعا—تحریر کا اختتام

ر

رزق—حصہ ہفتم

رکوعات—مکمل تحریر

ص

صبر—حصہ ششم

صداقت—ضمیمہ ج

ع

عنکبوت—حصہ پنجم

عذاب—ضمیمہ ج

ق

قرآن—حصہ ششم

قومیں—ضمیمہ ب

م

موت—حصہ ششم

مکڑی—حصہ پنجم

ن

نماز—حصہ ششم

نوحؑ—ضمیمہ الف

ہ

ہجرت—حصہ ہفتم

ہدایت—حصہ ہشتم

آخری کلمات

یہ تحریر اختتام کو پہنچتی ہے مگر قرآن کا سفر کبھی ختم نہیں ہوتا۔

اصل کامیابی اسی میں ہے کہ انسان قرآن کو پڑھے بھی، سمجھے بھی اور جیے بھی۔